فرمان رسول ﷺ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ (صحیح مسلم)

www.KitaboSunnat.com

ماہِ شوال کے چھ روزے

فضائل، مسائل اور شبہات کا ازالہ

صحیح الاقوال
فی استحباب صیام ستة من شوال
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

تکملة صحیح الاقوال
فی استحباب صیام ستة من شوال
مؤلف: حافظ محمد یونس اثری
مدرس المعهد السلفی

تقدیم: امام العصر فی العقیدۃ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ

مقدمہ ونظر ثانی: محدث العصر علامہ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ

ناشر: جامعة ابی بکر الاسلامیة گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کا نام	:	شوال کے روزے فضائل، مسائل اور شبہات کا ازالہ
مؤلف	:	حافظ محمد یونس اثری
تعداد	:	1000
اشاعتِ اول	:	جولائی 2015ء
نظرِ ثانی	:	علامہ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ
تقدیم	:	علامہ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ
تعاون	:	الشیخ ڈاکٹر مقبول احمد مکی حفظہ اللہ
لے آؤٹ ڈیزائننگ	:	ھارون رشید
ناشر	:	جامعۃ ابی بکر الاسلامیۃ گلشن اقبال

ملنے کا پتہ

1۔ جامعۃ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی۔

2۔ مکتبہ رحمانیہ، حیدر چوک، حیدرآباد۔ (3030804 [illegible])

3۔ فضلی بک سپر مارکیٹ اردو بازار کراچی۔ (021-32212991)

4۔ جامع مسجد [illegible] کراچی۔ (0331-3996630)

5۔ مکتبہ رحمانیہ [illegible] کراچی۔ (0321-2272030)

6۔ مکتبہ [illegible] مرکزی جامع مسجد اہل حدیث [illegible]

7۔ رحمانیہ پبلیکیشنز کراچی [illegible]665366 [illegible]030804

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانِ رسول ﷺ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ (صحیح مسلم)

ماہِ شوال کے چھ روزے

فضائل، مسائل اور شبہات کا ازالہ

صحیح الاقوال
فی استحباب صیام ستۃ من شوال
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

تکملۃ صحیح الاقوال
فی استحباب صیام ستۃ من شوال
مؤلف: حافظ محمد یونس اثری
مدرس المعہد السلفی

تقدیم: امام العصر فی العقیدۃ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ

مقدمہ و نظرِ ثانی: محدث العصر علامہ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ

ناشر: جامعۃ ابی بکر الاسلامیۃ گلشن اقبال کراچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصلِ ثالث

فصلِ رابع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ابتدائیہ

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ!

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

[وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ] (1)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول ﷺ دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔

اسلامی عقائد سے لے کر عبادات اور معاملات اسی اصول پر قائم ہیں، اگر بظاہر کوئی بات یا عمل کتنا ہی اچھا ہے، لیکن اس اصول پر قائم نہیں، تو ایسا قول یا عمل قابل رد اور قابل تنکیر ہے۔ اسی جذبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے، زیر دست کتابچہ ضبط تحریر میں آیا، کراچی کے ایک عالم دین مفتی زرولی صاحب نے ایک کتابچہ "احسن المقال فی کراھیۃ صیام ستۃ من شوال" جس میں ماہ شوال کے چھ روزوں کو مکروہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی، حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس کتابچہ کا انتہائی اختصار کے ساتھ رد فرمایا جو کہ ایک مضمون کی صورت میں ماہنامہ الحدیث میں بنام "صحیح الاقوال فی صیام ستۃ من شوال" شائع ہوا، بعد ازاں یہ مضمون ان کے مقالات کا حصہ بن گیا۔ بہرحال انتہائی اختصار کے ساتھ محققانہ انداز میں حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اس موضوع کو ادلہ کے ساتھ بیان کیا اور مفتی صاحب کے اعتراضات کا جواب بھی دیا، بہرحال حافظ صاحب رحمہ اللہ نے چونکہ اختصار کو ملحوظ رکھا تھا، اس لئے بہت سی چیزیں جنہیں اسی بناء پر یا غیر اہم سمجھتے ہوئے اپنے مضمون کا حصہ نہ بنایا، راقم نے اس کے تکملہ کا ارادہ کیا، جو کہ سہ ماہی البیان میں شائع ہوا، اب مزید حک و اضافے کے بعد یہ ایک کتابچہ کی صورت میں قارئین کے ہاتھوں میں

(1) الحشر: 7۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس کتابچہ میں ان دونوں مقالوں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

یہاں یہ بات واضح رہے کہ اختلاف کا ہونا بعید نہیں سلف کے ادوار میں بھی اختلاف ہوا، اور ان ہی کے طریق میں سے ہے کہ صحیح موقف کو واشگاف انداز میں بیان کیا جائے۔ اور غیر صحیح موقف کی حقیقت کو بیاں کیا جائے سلف صالحین کے طریق ہی کو اختیار کرتے ہوئے دفاعِ سنت کے جذبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس مقالے پر کچھ لکھنے کا ارادہ کیا، ورنہ ہرگز کسی شخص، ادارے، مکتبہ فکر کی دل آزاری، تحقیر و تذلیل یا استہزاء مقصود نہیں اور نہ ہی یہ ہمارا منہج ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ][1]

لہٰذا اس کتاب کا مقصد یہی ہے کہ سلف صالحین کا نقطۂ نظر کہ صحیح موقف کیا ہے اور غیر صحیح موقف کی حقیقت کو بیان کرنا۔ یہاں سے پہلے میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت نے یہ توفیق دی کہ اس کے پیغمبر کی سنت کے دفاع میں ایک ادنیٰ سی خدمت انجام ہو گیا ہے۔ عزیزم الشیخ ڈاکٹر مقبول احمد مکی صاحب حفظہ اللہ نے اس کتاب کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا۔ آپ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کے سینئر مدرس، جامعہ کراچی کے لیکچرار اور جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کا ترجمان ماہنامہ ''اسوہ حسنہ'' کے مدیر بھی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور پھر اس کے بعد میں استاذ محترم محقق دوراں الشیخ ارشاد الحق اثری صاحب حفظہ اللہ کا مشکور ہوں، جنہوں نے اس کتاب کی نظر ثانی فرمائی، جہاں تشنگی محسوس کی، وہاں راہنمائی فرمائی اور انتہائی جامع الفاظ میں تحقیقی مقدمہ تمہید فرمایا۔ اسی طرح استاد محترم استاذ العصر، فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر الرحمانی حفظہ اللہ نے شفقت فرماتے ہوئے جامع مقدمہ تحریر فرمایا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان مشائخ حفظہم اللہ کی مصروفیات و مشاغل سے ساری جماعت اور علماء بالخصوص واقف ہیں، ان مصروفیات کے باوجود مشائخ کا اس کتابچہ کی طرف توجہ دینا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کو قبول فرمائے ۔۔۔

---

[1] البقرۃ: 256

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفقت ہم پر رہے۔ آمین۔ اسی طرح ہمارے معزز و محترم دوست جانشین حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ الشیخ حافظ ندیم ظہیر صاحب حفظہ اللہ نے بھی حرف اول تحریر فرمایا، اسی طرح ہمارے استاذ محترم الشیخ ذوالفقار علی طاہر صاحب حفظہ اللہ نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ کے فرائض انجام دیئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مشائخ، معاونین کو اس کا بہتر صلہ دے اور ہمارے اس عمل کو شرفِ قبولیت فرماتے ہوئے ذخیرہ آخرت بنا دے۔ آمین

کتبہ/ حافظ محمد یونس اثری

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

از فضیلۃ الشیخ علامہ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ!

بدنی عبادتوں میں ایک اہم عبادت روزہ ہے، رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں، رمضان کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ کثرت سے روزہ رکھتے تھے، ایام بیض کے روزے رکھتے، سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنا بھی آپ ﷺ کا معمول تھا۔ یوم عاشورہ کے علاوہ کبھی آپ ﷺ مسلسل روزہ رکھتے تو صحابہ کرام سمجھتے تھے شاید آپ افطار نہیں فرمائیں گے، سب سے پسندیدہ روزہ "صوم داؤد" قرار دیا کہ ایک دن روزہ رکھا جائے ایک دن افطار کیا جائے۔ ماہ شعبان میں اکثر روزہ رکھتے تھے۔ اسی طرح عید الفطر کے بعد ماہ شوال کے چھ روزے رکھنے کی بھی آپ نے ترغیب فرمائی اور اسے "صوم الدھر" سے تعبیر فرمایا کہ ہر نیکی کا اجر کم سے کم دس گنا ملتا ہے یوں رمضان المبارک کے روزے دس ماہ کے روزے اور ماہ شوال کے چھ روزے دو ماہ کے تناظر میں سال بھر کے روزے ہوئے۔

شوال کے ان چھ روزوں کے بارے میں سات، آٹھ احادیث مبارکہ مروی ہیں، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان اور دیگر کتب احادیث میں مروی ہیں۔ ان احادیث پر بحث پہلے تو ہمارے مرحوم فاضل دوست مولانا زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے محدثانہ اسلوب میں کی اور رہی سہی کسر برادر عزیز مولانا حافظ محمد یونس اثری حفظہ اللہ نے نکال دی اور اس حوالے سے ان تمام شکوک وشبہات کا ازالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی فرمادیا جو بعض حضرات نے تجاہل عارفانہ کے طور پر پیدا کیئے تھے یا محض اپنے امام کے فتوی کے تحفظ میں وارد کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

حیرت ہوتی ہے کہ صحیح احادیث سے جان چھڑانے کے لئے کیسے کیسے حیلے بہانے تراشے جاتے ہیں جن کی تفصیل آپ ان شاء اللہ اس رسالہ عجالہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ انہی بہانوں میں ایک یہ بھی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں ان چھ روزوں کا انکار کیا ہے۔ اس کا مکمل جواب تو آپ آئندہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ مگر قابل غور بات یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے تو نماز میں ثناء، تعوذ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کا بھی انکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں نہ یہ امام پڑھے، نہ مقتدی پڑھے، نہ ہی منفرد پڑھے اور فرماتے تھے: لوگ جو سبحانک اللھم پڑھتے ہیں میں اسے نہیں مانتا۔ ① تو امام مالک رحمہ اللہ کے اس انکار سے ثناء کا انکار بھی درست ہے؟

امام مالک رحمہ اللہ نے تنہا جمعہ کے دن روزہ مستحسن قرار دیا ہے اور فرمایا کہ میں نے فقہاء اہل علم سے نہیں سنا کہ وہ جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع فرماتے ہوں۔ مگر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جمعہ کا روزہ رکھنے کی ممانعت نہیں فرمائی۔ اور کیا یہ ممانعت صحابہ کرام اور بعض تابعین سے بھی ثابت نہیں؟ ثابت ہے اور یقیناً ثابت ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں تو یہ باور کرلیا جائے کہ تنہا جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت ثابت نہیں اور کسی اہل علم نے بھی اس کی ممانعت نہیں فرمائی۔ تعجب ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ مخصوص دن کا روزہ رکھنے کی تو شدید ممانعت فرماتے ہیں ② پھر خاص جمعہ کے روزہ کی اجازت چہ معنیٰ دارد؟ اس حوالے سے قاضی عیاض اور علامہ داؤدی نے کیا فرمایا ہے اس کی تفصیل کتب مالکیہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

امام ابوحنیفہ، قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ سے بھی شوال کے چھ روزوں کی کراہیت کا قول منقول ہے۔ لیکن متاخرین حنفیہ نے ان سے اتفاق نہیں کیا بلکہ علامہ قاسم نے ایک مستقل رسالہ "تحریر الاقوال فی صوم الست من الشوال" کے نام سے لکھا ہے۔ اور علامہ الشامی نے رد المحتار میں

① المدونة: 62/1

② المدونة: 216/1

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے حوالے سے لکھا ہے کہ صاحب ہدایہ نے "التجنيس" میں فرمایا ہے کہ شوال مسلسل چھ روزے رکھنے کو بعض نے مکروہ کہا ہے مگر مختار قول یہ ہے کہ مسلسل شوال کے چھ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ کراہت اس لئے تھی کہیں انہیں رمضان کا حصہ نہ سمجھا جائے مگر اب یہ شبہ ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح "كتاب النوازل" لابی اللیث میں 'الواقعات' للحسام الشہید میں اور "المحیط البرهانی" اور "الذخيره" میں ہے اور "لغاية" میں حسن اللؤلؤی سے ہے کہ وہ یہ چھ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے تھے یوم عید ہی ان کے اور رمضان کے روزوں کے مابین تفریق کے لئے کافی ہے اور "الغاية" ہی میں ہے کہ اکثر متاخرین یہ چھ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے البتہ اس میں اختلاف ہے کہ افضلیت مسلسل رکھنے میں ہے یا متفرق طور پر۔ اور "الحقائق" میں ہے کہ یوم عید کے متصل بعد روزہ رکھنا امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے مگر ہمارے نزدیک مکروہ نہیں البتہ ہمارے مشائخ کا اختلاف ہے کہ افضل کیا ہے (متتابعاً رکھنا یا متفرق طور پر رکھنا افضل ہے) قاضی ابو یوسف سے ہے کہ متتابعاً مکرو ہے لیکن مختار قول یہ ہے کہ متتابعاً رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ الوافی الكافی اور المصفی میں ہے کہ یہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے ہمارے نزدیک مکروہ نہیں، بلکہ علامہ قاسم نے منظومة التهانی اور اس کی شرح میں جو مطلقاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کراہیت کا قول ذکر کیا گیا ہے اور اسے اصح قرار دیا ہے اس کی شدید تردید کی ہے کہ یہ اصول کی رعایت کے خلاف ہے اور اس نے ایسے قول کو صحیح کہا ہے جس کی تصحیح ان سے پہلے کسی نے نہیں کی بلکہ انہوں نے ضعیف قول کو صحیح کہہ دیا اور جو عمل بہت بڑے اجر کا باعث ہے اسے جھوٹے دعوی کی بنیاد پر بلا دلیل ناقابل عمل قرار دیا ہے۔"[1]

شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی مرحوم نے بھی رد المحتار کے حوالے سے علامہ قاسم کی یہ عبارت ذکر کی ہے اور چھ روزوں کو مندوب قرار دیا ہے اور اسی بارے میں مروی روایات پر بحث کرتے ہوئے بالآخر فرمایا ہے:

"وما اورد على بعضها من الضعف فيجبر بكثرة الطرق على ان مثل ذلك

[1] ردالمحتار: 2/435

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغتفر فی الفضائل"①

اور ان میں سے بعض روایات پر ضعف کا حکم وارد ہوا ہے وہ کثرت طرق کی وجہ سے زائل ہو جاتا ہے علاوہ ازیں فضائل کی روایات میں اس جیسا ضعف معتفر ہے۔ یوں کہنے کو تو کہا گیا کہ رمضان المبارک کے ساتھ متتابعاً روزہ رکھنے کی کراہت اس لئے ہے کہ لوگ اسے رمضان کی طرح ضروری خیال نہ کرلیں۔ مگر مولانا کاندھلوی نے حضرت شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ سے نقل کیا ہے۔

"ان السر فی مشروعیتها انها بمنزلة السنن لرواتب فی الصلوٰة"②

کہ ان کی مشروعیت کا راز یہ ہے کہ یہ چھ روزے نماز میں سنن رواتب کے مرتبہ پر ہیں، حجۃ اللہ (2/55) میں حضرت شاہ صاحب کے الفاظ دیکھے جاسکتے ہیں، یہی بات اس سے پہلے حافظ ابن القیم نے المنار المنیف (39) میں فرمائی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ آج تک سنن رواتب کو کسی نے فرض نماز کا حصہ نہیں سمجھا تو شوال کے چھ روزوں کو رمضان کے روزوں کا حصہ کیونکر سمجھ لیا گیا؟ فرض نماز اور سنن رواتب میں تفریق سلام ادعیہ مسنونہ یا جگہ بدل لینے سے ہو جاتی ہے، تو رمضان کے بعد عید الفطر ان چھ روزوں کے لئے حد فاصل نہیں؟ تاویلات کا دروازہ تو بڑا وسیع ہے مگر اس میں کچھ معقولیت ہونی چاہیے۔

احادیث کے مقابلے میں ائمہ کرام کے بعض اقوال کی اس نوعیت کی تاویلات سے ہم کسی کو نہیں روک سکتے لیکن ان تاویلات کے سہارے احادیث سے گریز کی راہ ائمہ کرام کا موقف قطعاً نہیں، جس کی وضاحت محترم مولانا حافظ محمد یونس حفظہ اللہ نے کی ہے۔ حدیثِ پاک کے دفاع میں ان کی اس کوشش کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کے ذریعے راہِ حق کو قبول کرنے کی اپنے بندوں کو توفیق بخشے۔ آمین

---

①اوجز المسالک: 5/174

②ایضاً: 5/174

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقدیم

از فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب حفظہ اللہ

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ ﷺ!

شوال کے چھ روزوں کی مشروعیت، رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث سے ثابت ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں بروایت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے:

[من صام رمضان ثم اتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر]

یہ حدیث نہ صرف یہ کہ شوال کے چھ روزوں کی مشروعیت کی دلیل ہے، بلکہ ان روزوں کی بہت بڑی فضیلت پر بھی مشتمل ہے۔

شوال کے چھ روزوں کو مکروہ قرار دینا، اس صحیح حدیث کے انکار کے مترادف ہے، عہد حاضر کے ایک حنفی عالم جناب زرولی صاحب نے اپنی کتاب بنام "احسن المقال فی کراھیة صیام ستة شوال" میں ان روزوں کو مکروہ کہا ہے، اور مذکورہ بالا حدیث و دیگر احادیث کے تعلق سے انتہائی واہی قسم کے شبہات وارد کیے ہیں، جن کا ضعف تارِ عنکبوت سے بڑھ کر ہے،

[وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ]

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دور علمائے حق سے مزین رہتا ہے، جو بتوفیق اللہ ایسے شبہات کے رد کیلئے موجود رہتے ہیں اور ان کا قلع قمع کرنا اپنا فرضِ منصبی شمار کرتے ہیں، چنانچہ محقق دوراں فضیلۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشیخ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے زرولی صاحب کے مذکورہ رسالہ کا مختصر مگر انتہائی جامع اور مدلل جواب تحریر فرمایا، جس میں مؤلف مذکور کے شبہات کا ازالہ فرمایا اور ان کی بعض تلبیسات و تدلیسات نیز علمی خیانتوں کی نشاندہی فرمائی، حافظ صاحب مرحوم کا یہ مضمون مطبوع ہے، مگر اب تک اس کا کوئی جواب منظر عام پر نہیں آسکا، بلکہ ہمارے ہونہار اور لائق شاگرد مولانا یونس اثری صاحب نے جن کا المعہد السلفی للتعلیم و التربیۃ کے انتہائی اہم فضلاء میں شمار ہوتا ہے، نے زرولی صاحب کے مذکورہ رسالہ پر ایک اور تعاقب کر ڈالا، اور مزید دلائل سے مسئلہ مذکورہ کی حقانیت ثابت کر دی، انہوں نے اپنی اس علمی رسالہ کو حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے مضمون کا تکملہ قرار دیا ہے، اور جناب زرولی صاحب کی بعض مزید علمی خیانتوں کو بے نقاب کیا ہے۔

قارئین کرام جب بنظرِ انصاف اس کتابچہ کا مطالعہ کریں گے تو ان پر یہ حقیقت آشکارہ ہوگی کہ شوال کے چھ روزے حق ہیں، ان کی مشروعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے ثابت ہے، ان روزوں کا اہتمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر عظیم کا موجب ہے، جبکہ ان روزوں کی کراہت کے حوالہ سے زرولی صاحب کی تمام تر کوشش کی حیثیت، ایک سعیِ لاحاصل کی سی ہے۔

اللہ رب العزت ہمارے دونوں فاضل علماء کو احقاقِ حق پر جزاء خیر عطا فرمائے، شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی قبر کو منور فرمائے اور ان کے اس مضمون اور دیگر تمام جہود و مساعی کو میزانِ حسنات کا ذخیرہ بنا دے، جبکہ عزیز القدر مولانا یونس اثری حفظہ اللہ کا سینہ مزید علم نافع کیلئے کھول دے، ان کے قلم میں مزید طاقت و تاثیر پیدا فرما دے، ان کی یہ کوشش یقیناً سلف صالحین کی مساعیٔ حمیدہ کا تسلسل ہے، جس پر وہ ہمارے شکریہ اور بہت ساری دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں رسالوں کا نفع عام فرما دے اور اسے بہت سے لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔

واللہ ولی التوفیق و صلی اللہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ و أهل طاعته أجمعين

کتبہ / عبداللہ ناصر رحمانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ اوّل

از فضیلۃ الشیخ حافظ ندیم ظہیر صاحب حفظہ اللہ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الأمین، أما بعد:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ)

"جس نے رمضان کے روزے رکھے، پھر اس کے بعد اس نے شوال کے چھ روزے (بھی) رکھے تو یہ (اجر میں) ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہیں۔"

یہ حدیث درج ذیل کتب میں موجود ہے:

صحیح مسلم (۱۱۶۴) صحیح ابن خزیمۃ (۲۱۱۴) صحیح ابن حبان (۳۶۲۶۔۳۶۳۴) سنن الترمذی (۷۰۹) شرح السنۃ للبغوی (۳۳۱/۶)

اور اس کی سند بالکل صحیح ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے بھی مسنون ہیں، لیکن بعض فرقہ پرستوں نے اس مسئلے کو بھی اختلاف کی بھینٹ چڑھا دیا اور یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ فضائل میں ضعیف روایت بھی حجت ہے، لیکن یہاں صحیح کو بھی ماننے سے انکاری ہیں، جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ درحقیقت یہ لوگ خواہش پرست ہیں، ان کے ہاں اصول وضوابط نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ایسے ہی ایک مفتی زرولی دیوبندی ہیں جنہوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اہل ایمان کو اجر سے محروم کرنے کے لیے بڑی نامراد کوشش کی ہے اور ایک کتابچہ "احسن المقال فی کراھیة صیام ستة شوال" تحریر کیا۔ مذکورہ کتابچہ جب محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے پاس پہنچا تو آپ نے "صحیح الأقوال فی استحباب صیام ستة من شوال" لکھ کر مفتی زرولی کے وہ اعتراضات جو اس نے شوال کے روزوں کی فضیلت سے متعلق اٹھائے تھے، ان کا مدلل و مسکت جواب دیا جسے اہل علم نے خوب سراہا اور اسے علماء وطلباء میں یکساں پذیرائی ملی۔

اب ہمارے بھائی محترم حافظ محمد یونس اثری حفظہ اللہ مدرس المعھد السلفی کراچی نے اسی سلسلے کو آگے بڑھایا ہے اور ان اعتراضات کے جوابات بھی قلمبند کر دیئے ہیں جنہیں شیخ محترم رحمہ اللہ نے طوالت کی بنا پر یا غیر اہم سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا تھا، چونکہ آل دیوبند کی باسی کڑھی میں ابال آتا ہی رہتا ہے اور ان اعتراضات کو بنیاد قرار دے کر پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا محترم اثری صاحب نے ضروری جانا کہ ہر اعتبار سے ان حضرات کا ناطقہ بند کیا جائے۔ اللہ رب العزت ان کی اس محنت کو شرف قبولیت بخشے اور لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین

حافظ ندیم ظہیر

مدیر اشاعۃ الحدیث حضرو ضلع اٹک

2015-04-20ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح الأقوال

فی استحباب صیام ستۃ من شوال

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الأمین، أما بعد:

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتْبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كَانَ كَصِيَامِ الدَّهْرِ) ①

جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد اس نے شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ ہمیشہ روزے رکھنے (کے ثواب) کی طرح ہیں۔

اس حدیث کو درج ذیل اماموں نے صحیح قرار دیا ہے:

1۔ امام مسلم، 2۔ امام ابن خزیمہ، 3۔ امام ترمذی، 4۔ حافظ ابو عوانہ، 5۔ حافظ ابن حبان، 6۔ حافظ حسین بن مسعود البغوی رحمہم اللہ

میرے علم کے مطابق کسی امام سے اس روایت کو ضعیف قرار دینا ثابت نہیں ہے۔

اب اس حدیث کے راویوں کا مختصر و جامع تذکرہ پیش خدمت ہے:

سیدنا ابو ایوب خالد بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ مشہور بدری صحابی ہیں جو کہ (دورِ صحابہ کے آخری) غزوہ قسطنطنیہ میں ۵۰ ہجری یا اس کے بعد فوت ہوئے۔

عمر بن ثابت بن الحارث الخزرجی الانصاری المدنی رحمہ اللہ

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے آپ کو کتاب الثقات ② میں ذکر کیا۔ امام عجلی نے کہا: مدنی تابعی ثقہ ③ ابن شاہین نے انہیں کتاب اسماء الثقات ④ میں ذکر کیا۔ امام مسلم، امام ترمذی، امام ابن خزیمہ، حافظ ابو عوانہ اور حافظ بغوی نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دے کر ان کی توثیق کی ہے۔

---

① صحیح مسلم: ۱۱۶۴، دارالسلام: ۲۷۵۸، صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۱۴، صحیح ابن حبان: ۳۶۲۶/۳۶۳۴، صحیح ابی عوانہ: القسم المفقود صفحہ: ۹۴/۹۵، سنن الترمذی: ۷۵۹ وقال: "حدیث حسن صحیح"، شرح السنۃ للبغوی: ۶/۳۳۱ ح ۱۷۸۰، وقال: "ھذا حدیث صحیح"

② (۵/۱۴۹)

③ تاریخ العجلی: ۱۳۳۴

④ (۶۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: ثقہ ہے۔ ①

فائدہ: اگر کوئی محدث کسی حدیث کو مطلقاً صحیح کہے تو یہ اسکی طرف سے اس حدیث کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے۔

ابن القطان الفاسی (متوفی ۶۲۸ ہجری) لکھتے ہیں:

"وفی تصحیح الترمذی ایاہ توثیقھا و توثیق سعد بن اسحاق و لا یضر الثقۃ ان لا یروی عنہ الا واحد، واللہ اعلم"

اس حدیث کو ترمذی کا صحیح کہنا ان (زینب بنت کعب) اور سعد بن اسحاق کی توثیق ہے۔ ثقہ کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ اس سے روایت کرنے والا صرف ایک ہے۔ واللہ اعلم ②

تقی الدین بن دقیق العید نے کتاب الامام میں کہا:

"وأی فرق بین ان یقول: ھو ثقۃ او یصحح لہ حدیث انفرد بہ"

اس میں کیا فرق ہے کہ راوی کو ثقہ کہے یا اس کی منفرد حدیث کو صحیح کہے۔ ③

جمہور کی اس توثیق کے مقابلے میں عمر بن ثابت تابعی رحمہ اللہ پر کسی محدث کی جرح ثابت نہیں ہے اور اگر ایک دو سے ثابت بھی ہو جاتی تو جمہور کی توثیق کے مقابلے میں مردود تھی۔

تنبیہ ۱: عمر بن ثابت نے یہ روایت سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔ ④

تنبیہ ۲: محمد زرولی دیوبندی تقلیدی نے بغیر کسی دلیل کے لکھا ہے کہ: "اور طبرانی کی روایت میں عمر بن ثابت ہے اور وہ ضعیف ہے۔" ⑤

زرولی تقلیدی کا یہ قول امام مسلم، امام عجلی اور امام ترمذی وغیرہ کی توثیق کے مقابلے میں مردود ہے۔

---

① تقریب التہذیب: ۴۸۷۰۔

② بیان الوہم والایہام فی کتاب الاحکام ج ۵ ص ۳۹۵ ح ۲۵۶۲، نصب الرایہ للزیلعی: ۳/۴۱۴۔

③ نصب الرایہ ج ۱ ص ۱۴۹۔

④ دیکھیے صحیح مسلم: ۱۱۶۴، ترقیم دارالسلام: ۲۷۶۰، ۲۷۵۹۔

⑤ دیکھیے صحیح مسلم: ۱۱۶۴، ترقیم دارالسلام: ۲۷۶۰، ۲۷۵۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرولی نے مذکورہ روایت کے بارے میں لکھا ہے: ''جبکہ خود امام ترمذی نے اس کو صحیح کی بجائے صرف حسن درجہ کا تسلیم کیا ہے۔ ① حالانکہ امام ترمذی نے '' حدیث ابی ایوب حدیث حسن صحیح '' لکھا ہے۔ ②

عمر بن ثابت رحمہ اللہ سے یہ حدیث درج ذیل راویوں نے بیان کر رکھی ہے۔

۱۔ سعد بن سعید بن قیس ③

۲۔ صفوان بن سلیم ④

۳۔ زید بن اسلم ⑤

۴۔ یحییٰ بن سعید بن قیس الانصاری ⑥

سعید بن قیس مختلف فیہ راوی ہیں، امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین اور امام نسائی رحمہم اللہ نے ان پر جرح کی ہے لیکن امام مسلم، ابن سعد، ابن عدی، ابن حبان اور ابن خزیمہ رحمہم اللہ وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''احد الثقات'' وہ ثقہ راویوں میں سے ایک ہیں۔ ⑦

ایسا راوی جس کی جمہور محدثین نے توثیق کی ہو وہ حسن الحدیث کے درجے سے کم نہیں ہوتا لہٰذا سعد بن سعید بن قیس حسن الحدیث ہیں۔

تین ثقہ راویوں نے ان کی متابعت کر رکھی ہے:

---

① احسن المقال ص ۲۵

② دیکھئے سنن الترمذی مع الشذی (ص ۱۵۸ ج ۱) دوسرا نسخہ (ج ۱ ص ۹۴) معارف السنن (ج ۵ ص ۴۴۴) تحفتہ الاحوذی (ج ۲ ص ۵۹) سنن ترمذی کے بعض نسخوں میں حسن کا لفظ بھی ہے۔ واللہ اعلم

③ صحیح مسلم: ۱۱۶۴/۲۷۵۸، سنن الترمذی: ۷۵۹ وقال: ''حسن صحیح'' صحیح ابن خزیمہ: ۲۱۱۴، صحیح ابن حبان: ۳۶۳۴، شرح السنة للبغوی: ۱۷۸۰، وقال: ''هذا حديث صحيح'' وغیرہ

④ مسند الحمیدی بتحقیقی: ۳۸۳، نسخہ دیوبندیہ: ۳۸۰

⑤ مشکل الآثار للطحاوی: ۲۳۴۳

⑥ مسند الحمیدی: ۳۸۲، مشکل الآثار: ۲۳۴۶

⑦ سیر اعلام النبلاء: ۵/۴۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفوان بن سلیم (ثقہ مفتی عابد، رمی بالقدر) زید بن اسلم (ثقہ عالم) اور یحیی بن سعید الانصاری (ثقہ ثبت) لہذا سعد بن سعید بن قیس پر تفرد کا الزام باطل ہے۔

صفوان بن سلیم کی روایت درج ذیل کتابوں میں صحیح سند سے موجود ہے۔

مسند الحمیدی (بتحقیقی: ۳۸۳ و سندہ صحیح) سنن ابی داود (۲۴۳۳) السنن الکبری للنسائی (۲/۱۶۳ ح ۲۸۶۳) سنن الدارمی (۱۷۶۱) صحیح ابن خزیمہ (۲۱۱۴) صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۶۲۶/۳۶۳۴)، شرح مشکل الآثار للطحاوی (۶/۱۲۳ ح ۲۳۴۴) المعجم الکبیر للطبرانی (۴/۱۳۵، ۱۳۶ ح ۳۹۱۱)

صفوان بن سلیم کے شاگرد عبدالعزیز بن محمد الدراوردی جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ وصدوق اور صحیح مسلم کے راوی ہیں سنن ابی داود (۳۵۳) کی ایک روایت کو حافظ ابن حجر نے حسن قرار دیا ہے جس میں دراوردی ہیں اور نیموی تقلیدی نے آثار السنن (۹۰۸ حدیث ابن عباس) میں اسے نقل کر کے خاموشی اختیار کی ہے۔

حافظ ابن حبان اور امام ابن معین وغیرہ ہما نے ان کی توثیق کی ہے۔

معتدل امام عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: "مدنی ثقة" ①

زید بن اسلم کی روایت درج ذیل کتاب میں صحیح سند سے موجود ہے:

شرح مشکل الآثار (۲۳۴۳ وسندہ صحیح)

اس میں عبدالعزیز بن محمد الدراوردی ثقہ صدوق ہیں، ان کے شاگرد سعید بن منصور ثقہ حافظ ہیں اور ان کے شاگرد یوسف بن یزید بن کامل القراطیسی ثقہ ہیں۔ ②

یحیی بن سعید بن قیس الانصاری کی روایت درج ذیل کتابوں میں حسن سند کے ساتھ موجود ہے۔

---

① التاریخ للعجلی: ۱۱۱۴

② دیکھئے تقریب التہذیب (۷۸۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السنن الکبری للنسائی (۲۸۶۶ وقال : "عتبہ ھذا لیس بالقوی ") مشکل الآثار (۲۳۴۶) المعجم الکبیر للطبرانی (۱۳۶/۴ ح ۳۹۱۵) مسند الحمیدی (۳۸۴)۔

یحییٰ بن سعید الانصاری سے یہ حدیث دو راویوں نے بیان کی ہے:

۱۔ عبدالمالک بن ابی بکر (بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام) ثقہ ہیں۔ ①

عبدالمالک بن ابی بکر سے یہ حدیث عتبہ بن ابی حکیم نے بیان کی ہے۔

عتبہ بن ابی حکیم مختلف فیہ راوی ہیں لیکن جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے لہٰذا ان پر امام نسائی کی جرح صحیح نہیں ہے۔

تحریر تقریب التہذیب میں لکھا ہوا ہے کہ: "بل: صدوق حسن الحدیث"

بلکہ وہ صدوق حسن الحدیث ہیں۔ ②

لہٰذا یہ سند حسن ہے۔

۲۔ اسماعیل بن ابراہیم (بن میمون) الصائغ ③

حافظ ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے لیکن صاحب لسان نے امام بخاری رحمہ اللہ سے "سکتوا عنه" (یہ متروک ہے) کی جرح نقل کی ہے۔ ④ یہ جرح امام بخاری رحمہ اللہ سے باسندِ صحیح ثابت نہیں ہے۔ مثلاً دیکھئے التاریخ الکبیر (۳۴۱/۱) اسماعیل بن ابراہیم سے ایک جماعت نے روایت بیان کی ہے اور ابو حاتم الرازی نے کہا: "شیخ" ⑤

خلاصہ یہ ہے کہ یہ راوی مجہول الحال ہے، لہٰذا یہ سند ضعیف ہے لیکن شواہد کے ساتھ حسن و صحیح ہے۔

---

① تقریب التہذیب: ۴۱۶۷، دیکھئے السنن الکبری للنسائی (۲۸۶۶ وتکلم فی عتبة بن ابی حکیم)

② تحریر تقریب التہذیب: ۴۲۹/۲ ت ۴۴۲۷

③ مسند الحمیدی: ۳۸۴

④ دیکھئے لسان المیزان (۳۹۱/۱، دوسرا نسخہ ۶۰۱/۱)

⑤ الجرح والتعدیل: ۱۵۲/۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس میں شوال کے چھ روزوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے، بلحاظ سند صحیح ہے۔

دوسری حدیث:

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(صِيَامُ شَهْرٍ بِعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَسِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَهُنَّ بِشَهْرَيْنِ فَذَلِكَ تَمَامُ سَنَةٍ...)

يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ وَسِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَهُ

"رمضان کے روزے دس مہینوں کے برابر ہیں اس کے بعد چھ روزے دو مہینوں کے برابر ہیں، اس طرح سے پورے سال کے روزے بنتے ہیں۔" (1)

اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ اب اس کے راویوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے:

۱۔ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

۲۔ ابواسماء عمرو بن مرثد الرحبی صحیح مسلم کے ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (2)

۳۔ یحیٰی بن الحارث الذماری ثقہ ہیں۔ (3)

۴۔ یحیٰی بن حمزہ واقد الحضرمی الدمشقی القاضی صحیحین کے راوی اور "ثقہ رمی بالقدر" ہیں (4) جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ راوی پر قول راجح میں رمی بالقدر والی جرح مردود ہوتی ہے۔

۵۔ یحیٰی بن حسان التنیسی صحیحین کے راوی اور ثقہ ہیں۔ (5)

---

(1) سنن الدارمی: ۱۷۶۲، و سنده صحیح، سنن ابن ماجه: ۱۷۱۵، صحیح ابن خزیمه: ۲۱۱۵، صحیح ابن حبان: ۳۶۳۵، السنن الکبریٰ للنسائی: ۲۸۶۱، مسند احمد: ۵/۲۸۰، وغیرہ

(2) دیکھئے تقریب التہذیب (۵۱۰۹)

(3) تقریب التہذیب: ۷۵۲۲

(4) دیکھئے تقریب التہذیب (۷۵۳۶)

(5) دیکھئے تقریب التہذب (۷۵۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوا کہ یہ سند صحیح ہے لہٰذا اس کے ساتھ سیدنا ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ والی حدیث اور بھی صحیح ہو جاتی ہے۔ والحمد للہ

ان دو حدیثوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنا بڑے ثواب کا کام ہے اور زرولی دیوبندی تقلیدی کا انہیں ضعیف قرار دینا اور شوال کے چھ روزوں کو مکروہ سمجھنا باطل و مردود ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"انبا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم قال: حدثنا ابو عبد الرحمن المقری قال: حدثنا شعبۃ بن الحجاج عن عبد ربہ بن سعید عن عمر بن ثابت عن ابی ایوب الانصاری انہ قال: من صام شہر رمضان ثم اتبعہ ستۃ أیام من شوال فکأنما صام السنۃ کلھا"

ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے سارا سال روزے رکھے۔ ①

اس موقوف روایت کی سند صحیح ہے۔ عبد ربہ بن سعید بن قیس ثقہ اور صحیحین کے راوی ہیں ② اور ان تک سند صحیح ہے۔

معلوم ہوا کہ مرفوع حدیث کے ساتھ ان روزوں کی فضیلت آثار صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

تنبیہ ۱: سارا سال روزے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کو سارا سال روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

تنبیہ ۲: شوال کے چھ روزوں کو مکروہ یا ممنوع سمجھنا امام ابوحنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ زرولی دیوبندی نے فقہ کی کتابوں سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ بے سند ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

---

① السنن الکبریٰ للنسائی ۲/۱۶۳، ۱۶۴ ھ ۲۸۶۵

② دیکھئے تقریب التہذیب (۳۷۸۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ۳: امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا امام مالک میں فرمایا ہے کہ انہوں نے علماء وفقہا میں سے کسی کو یہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور... علماء اسے مکروہ سمجھتے ہیں ... الخ① یہ قول اس کی دلیل ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ تک درج بالا دونوں صحیح حدیثیں اور سیدنا ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کا فتویٰ نہیں پہنچا ورنہ وہ کبھی یہ الفاظ نہ بیان فرماتے۔ جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو اس کے مقابلے میں ہر امام کا فتویٰ مردود ہوتا ہے چاہے وہ کتنا ہی بڑا امام ہو۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی تقلیدی نے کیا خوب لکھا ہے کہ "مسند مرفوع اور صحیح حدیث کے مقابلہ میں دس ہزار تو کیا دس لاکھ نیکیاں بلکہ دس ارب وکھرب حضرات کی بات بھی کوئی وقعت نہیں رکھتی کیونکہ علمی قاعدہ تو یہ ہے کہ کل احد یؤخذ عنه ویترک الا رسول اللہ ﷺ" ②

وما علینا الا البلاغ

ماہنامہ الحدیث حضرو شمارہ 51

26 مئی 2008

---

① دیکھیے صحیح مسلم: ۱۱۶۴، ترقیم دارالسلام: ۲۷۶۰، ۲۷۵۹۔

② اتمام البرہان فی رد توضیح البیان ص ۳۸۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکملۃ صحیح الأقوال

فی استحباب صیام ستۃ من شوال

شوّال کے روزے

فضائل، مسائل اور شبہات کا ازالہ

حافظ محمد یونس اثری

مدرس المعہد السلفی للتعلیم والتربیۃ کراچی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلف

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین

کچھ عرصہ قبل شوال کے چھ روزوں کی کراہیت کے حوالے سے ایک کتاب منظر عام پر آئی جوکہ مفتی زرولی صاحب کی تحریر کردہ تھی ،استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے بروقت اس کا علمی اور تحقیقی رد فرمایا، جوکہ ماہنامہ الحدیث میں شائع ہوا،بعداز اں مقالات علمیہ میں بھی مطبوع ہو چکا ہے۔(مقالات : جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 322 تا328) ① بحمدللہ اب تک فریق مخالف کی طرف سے استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے اس مضمون کا کوئی جواب منظر عام پر نہیں آیا۔حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے دو صحیح روایات (حدیث ابی ایوب اور حدیث ثوبان رضی اللہ عنہما) پیش فرمائیں اور ان کے حوالے سے چند اعتراضات کا ضمناً جواب بھی دے دیا تھا۔اور اس موضوع پر بعض دیگر روایات کو طوالت سے بچتے ہوئے یا اہم نہ سمجھتے ہوئے ذکر نہ کیا اور اس لئے بھی کہ یہ دو صحیح روایات (حدیث ابی ایوب اور حدیث ثوبان رضی اللہ عنہما) عمل کے لئے کافی تھیں۔اس حوالے سے سہ ماہی ''البیان'' میں ایک مضمون بنام "تکملة صحیح الاقوال فی استحباب صیام ستة من شوال" لکھا، جسے اہل علم نے بنظر تحسین دیکھا اور حوصلہ افزائی بھی کی ،جزاھم اللہ احسن الجزاء ،بہر حال یہ مضمون ایک کتابچہ کی صورت میں قارئین کے ہاتھوں میں ہے،اس کتابچے میں مذکورہ موضوع کے بارے میں چند دیگر روایات پیش کی جارہی ہیں،جنہیں ان دو صحیح

① جوکہ اس کتاب کے آغاز میں متصل ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایات (حدیث ابی ایوب، حدیث ثوبان رضی اللہ عنہما جیسا کہ آگے آ رہی ہیں) کی متابعت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ نیز وہ مفتی زرولی صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے لئے اس لئے بھی حجت ہیں کہ ان کے یہاں فضائل میں ضعیف روایات قبول کی جاتی ہیں، اس حوالے سے بحث اپنے مقام پر آئے گی۔ چونکہ اوّل کام حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کر چکے تھے، اس لئے ہماری یہ تحریر ان کی تحریر کے تکملہ کی ہی حیثیت رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہم اسے اسی نام سے موسوم کر رہے ہیں۔ اور آخر میں شوال کے چھ روزوں کے حوالے سے بعض فقہی مسائل کے بارے میں بھی رہنمائی کر دی گئی ہے۔

کتاب کو چار اہم فصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلی فصل میں ان احادیث کا ذکر ہے، جن سے ماہ شوال کے چھ روزوں کا استحباب ثابت ہوتا ہے۔

دوسری فصل میں مفتی زرولی صاحب کے اعتراضات وشبہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

تیسری فصل میں ماہ شوال کے روزوں سے متعلق مختلف مسائل کو ذکر کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل میں ماہ شوال کے روزوں سے متعلق ضعیف روایات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصلِ اوّل:

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت یہ ہے کہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد یہ روزے رکھ لئے جائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایسے ہے کہ جیسے اس نے پورا سال روزے رکھے۔ اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ملاحظہ فرمائیں:

پہلی حدیث: حدیث ابی ایوب رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

{من صام رمضان واتبعه ستا من شوال كان كصيام الدهر}

ترجمہ: ”جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ (اجر میں) ایسا ہے جیسے پورے سال کے روزے ہوں۔“

تخریج الحدیث:

یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

[صحیح مسلم: 1164، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان ،سنن ابی داؤد: 2433، كتاب الصوم، باب في صوم ستة أيام من شوال، جامع ترمذی: 759، كتاب الصوم، باب ما جاء في صيام ستة أيام من شوال، سنن ابن ماجة: 1716، كتاب الصيام، باب صيام ستة أيام من شوال، سنن الدارمی: 1754، مسند احمد: 417/5، 419، صحیح ابن خزيمة: 1967، صحیح ابن حبان: 3634، سنن الکبری: 292/4، مسند ابی داؤد طیالسی: 595، مسند حمیدی :384، 385، مصنف عبدالرزاق: 7921، مصنف ابن ابی شیبة: 9811، شرح السنة: 1780]

یہ روایت صحیح ہے۔ جیسا کہ درج ذیل علماء نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ لہٰذا امام مسلم رحمہ اللہ کے اپنے نزدیک یہ روایت صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی کتاب کو امت کی تلقی بالقبول بھی حاصل ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کو درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

[وفي الباب عن جابر وأبي هريرة وثوبان حديث أبي أيوب حديث حسن صحيح وقد استحب قوم صيام ستة أيام من شوال بهذا الحديث] ①

یعنی اس مسئلے کے بارے میں جابر، ابو ہریرہ اور ثوبان] سے روایات مروی ہیں، اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث (مذکورہ حدیث) حسن، صحیح ہے۔ اور ایک قوم نے اسی روایت کی وجہ سے شوال کے چھ روزوں کو مستحب قرار دیا ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں، یعنی ان کے ہاں یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ بھی اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں، یعنی ان کے ہاں بھی یہ روایت صحیح ہے۔

حافظ بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: [هذا حديث صحيح، أخرجه مسلم] یعنی یہ حدیث صحیح ہے، اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ ②

امام ابن القیم رحمہ اللہ مذکورہ روایت میں بعض علل پر گفتگو کرنے کے بعد، متابعات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: [فالحديث صحيح] یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔ ③

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ④

استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے علم کے مطابق کسی امام سے اس روایت کو ضعیف قرار دینا ثابت نہیں ہے۔'' ⑤

---

① جامع ترمذی: ۳/۳۸۹

② دیکھئے شرح السنة: 331/6

③ تہذیب السنن مع عون المعبود: ۷/۶۲

④ ارواء الغلیل: 950، صحیح ابو داؤد: 2102 وغیرہ

⑤ مقالات: 322/2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث: حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

{من صام ستة ايام بعد الفطر كان تمام السنة من جاء بالحسنة فله عشر امثالها}

ترجمہ: ”جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے اس کے لئے اجر میں پورے سال کے روزے ہیں۔ جو کوئی نیکی کرتا ہے اسے اس کا اجر دس گنا ملے گا۔“

تخریج الحدیث:

یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

[سنن ابن ماجة: 1715، كتاب الصيام، باب صيام ستة أيام من شوال، سنن الدارمی: 1762، صحیح ابن خزيمة: 2115، مسند احمد: 280/5، صحیح ابن حبان: 3635، مسند بزار: 4178، السنن الکبری للنسائی: 2874، المعجم الکبیر: 1451، المعجم الاوسط: 7607، شعب الایمان: 3460، 3461، شرح مشکل الآثار: 2349]

یہ روایت بھی سنداً صحیح ہے۔ درج ذیل علماء نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں لہٰذا ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں لہٰذا ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔

امام سندی رحمہ اللہ نے شرح سنن ابن ماجہ میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ①

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ②

علامہ شعیب الارناؤوط نے اس روایت کو صحیح قرار دیا۔ ③

---

① دیکھئے شرح سنن ابن ماجة

② دیکھئے: ارواء الغلیل: ۴/۱۰۷، تحقیق سنن ابن ماجہ: ۲۹۹

③ دیکھئے: تحقیق شرح السنة: 331/6، تحقیق مسند احمد وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری حدیث: حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{من صام رمضان وستة ایام من شوال فکانما صام السنة کلها}

ترجمہ: ''جس نے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔''

تخریج الحدیث:

یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

[مسند احمد: 308/3، 319، السنن الکبری للبیهقی: 292/4، المعجم الاوسط: 3192، 4642، 8979، شعب الایمان: 3459، شرح مشکل الآثار: 2350]

شیخ شعیب الارناؤوط نے مسند احمد کی تحقیق میں عمرو بن جابر الحضرمی کی سند والی روایت کو صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ عمرو بن جابر کی متابعت سعید بن ابی ایوب سے ملتی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی حدیث: حدیث ابن عباس و جابر رضی اللہ عنہما

سیدنا ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{من صام رمضان فأتبعه ستا من شوال صام السنة كلها}

ترجمہ: ''جس نے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔''

تخریج الحدیث:

یہ روایت المعجم الاوسط (4642) میں ہے۔

تنبیہ: مفتی صاحب نے اس روایت کے بارے میں لکھا: ابن عباس اور جابر کی روایت میں یحییٰ بن سعید المازنی متروک ہے۔

بہرحال اس راوی کے متروک ہونے کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف ماننے سے ہمیں بھی کوئی تعرض نہیں لیکن گزشتہ تین صحیح احادیث ہی کا معنیٰ اس میں موجود ہے اور ثانیاً مفتی صاحب فضائل میں ضعیف روایات کو رد کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ تفصیل آجائے گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں حدیث: حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{من صام رمضان واتبعه بست من شوال فذلك صيام الدهر}

ترجمہ: ”جس نے رمضان کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، گویا کہ اس نے پورے زمانے کے روزے رکھے۔“

تخریج الحدیث:

[المعجم الاوسط: 7607، مستخرج ابی عوانۃ: 2702]

تنبیہ: اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں: وفيه من لم يعرفه کا کلام موجود ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹی حدیث: حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

{من صام ستة ایام بعد الفطر فکانما صام الدهر کله}

ترجمہ: ”جس نے عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اس نے پورے زمانے کے روزے رکھے۔“

تخریج الحدیث:

[المجالس العشرة الامالی للحسن الخلال67 الشاملة ، ذیل تاریخ بغدادلابن النجار:29/1طبعة مكتبة الأيمان المدينة المنورة ترجمه:عبد الملک بن حبیب، أبو القاسم البزاز الحنبلي]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں حدیث: غنام رضی اللہ عنہ

سیدنا غنام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من صام ستا بعد یوم الفطر فکانما صام الدھر او قال السنة"

ترجمہ: "جس نے عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اس نے پورے زمانے کے روزے رکھے۔ یا فرمایا: سال کے روزے رکھے۔"

تخریج الحدیث:

یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔

[معرفة الصحابة لابی نعیم: 5641، 2276/4، دار الوطن، تاریخ کبیر: 206/5، علامہ ہیثمی رحمہ اللہ نے اسے معجم الکبیر کے حوالے سے نقل کیا ہے، لیکن معجم میں مجھے یہ روایت نہ مل سکی، اور انہوں نے عبدالرحمان کے بارے میں کہا کہ لم اعرف (مجمع الزوائد: 5104) تاریخ دمشق: 46/330، ترجمہ نمبر: 5253، طبع دار الاحیاء التراث العربی، علامہ ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ اس روایت کو عنان کے ترجمے میں لائے ہیں۔ (اسد الغابة) لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے تصحیف قرار دیا اور صحیح "غنام" قرار دیا [دیکھئے: الاصابة: 6892] اور پھر غنام والد عبدالرحمٰن کے ترجمے میں یہ روایت ذکر کی۔ [الاصابة: 6918]

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھویں حدیث: مرسل طاؤس رحمہ اللہ

سیدنا طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"من صام رمضان و اتبعه بستة ايام من شوال كتب له صيام سنة"

ترجمہ: "جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے اس کے نامہ اعمال میں پورے سال کے روزے لکھ دیئے جاتے ہیں۔"

تخریج الحدیث:

[مصنف عبدالرزاق: 7920، كتاب الصيام، باب صوم ستة التي بعد رمضان]

احناف کے یہاں مرسل روایت حجت ہوتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

امام سرخسی الحنفی فرماتے ہیں کہ

[فاما مراسيل القرن الثاني و الثالث حجة في قول علمائنا رحمهم الله]

"دوسرے اور تیسرے قرن کی مرسل روایت ہمارے علماء کے قول کے مطابق حجت اور دلیل ہے" ①

مولانا ظفر علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: "اور ہمارے نزدیک مرسل روایت حجت ہے۔" ②

ابو عبداللہ الزرکشی نے البحر المحیط میں مرسل کے حوالے سے 18 مؤقف بیان کئے اور دوسرا مؤقف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

[قبوله من العدل مطلقا، و هو مذهب مالك و ابي حنيفة] ③

عادل راوی کی مرسل روایت کو مطلق طور پر قبول کرنا، یہ مؤقف ہے، امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا۔

---

① الاصول للسرخسي، باب الكلام في قبول اخبار الآحاد والعمل بها، فصل في بيان وجوه الانقطاع، 370/1

② اعلاء السنن 82/1، بحث المرسل

③ البحر المحيط: 410/4

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ابن الہمام نے فتح القدیر میں کئی جگہ مرسل کی حجیت کا ذکر کیا اور کئی ایک مرسل روایات کو بیان کر کے اس کی حجیت کا اثبات بھی کیا۔

اصول حدیث میں لکھی گئی کئی ایک کتب میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ احناف کے یہاں مرسل حجت ہے۔ مثلاً دیکھئے: حافظ ابن کثیر کی اختصار علوم الحدیث مع الباعث الحثیث: 48، علامہ سخاوی کی فتح المغیث: 1/ 246، امام نووی کی التقریب اور فقہ کی کتاب المجموع شرح المھذب میں یہ بیان کیا۔

مزید اس حوالے سے امام ابن حزم رحمہ اللہ نے المحلیٰ میں کئی ایک مقامات پر حنفیہ کے اس اصول کو بیان کیا، اور اس کی تردید کی۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ احناف کے یہاں مرسل مسند (متصل) کی طرح ہے۔ اور کئی ایک مقامات پر تعجب کا اظہار بھی کیا کہ وہ اپنے اس اصول پر قائم بھی نظر نہیں آتے۔ ①

بلکہ بعض حنفیہ سے تو مرسل کا متصل روایت سے زیادہ اقوی ہونا منقول ہے، جیسا کہ بزدوی لکھتے ہیں: ھو فوق المسند ②

صاحب شرح التلویح لکھتے ہیں: عندنا ما یقبل بل یقدم علی المسند ③

بعض مقامات پر امام ابن حزم رحمہ اللہ نے حنفیہ سے مرسل کا مسند (متصل روایت) سے اقوی ہونا نقل کیا ہے۔ ④ اور کئی ایک جگہ اپنے اس اصول پر قائم نظر نہ آتے ہوئے تعجب کا اظہار بھی کیا۔

---

① دیکھئے: المحلی بالآثار: (کتاب الزکاۃ، 208/5)، (زکاۃ الفطر: 137/6)، (قسم الصدقۃ، 154/6)، (کتاب الصیام، مسئلۃ: 737، 190/6)، (کتاب الحج، مسئلۃ: 813، 48/7)، (الوعد، رقم المسئلۃ: 1125، 29/8)، (کتاب الاستحقاق و الغصب و الجنایات علی الأموال: رقم المسئلۃ 1265، 146/8)، (کتاب البیوع: مسئلۃ: 1507، 517/8)، (کتاب الکتابۃ: مسألۃ: 1688، 228/9)، (العدد، [مسألۃ: 2006، 305/10)، (کتاب الدماء، باب۔ الجراح و اقسامھا، مسئلۃ: 2090، 514/10)

② اصول بزدوی مع کشف الاسرار: 4/3

③ (شرح التلویح علی التوضیح)

④ دیکھئے: (المحلی: صلاۃ الجمعۃ: مسئلۃ: 527، 58/5)، (کتاب الجہاد، [مسئلۃ: 960، 348/7)، (کتاب البیوع: مسئلۃ: 1415، 348/8) (کتاب الشفعۃ: مسئلۃ: 1594، 87/9)۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو تعجب بیسیوں مسائل میں ابن حزم رحمہ اللہ کو ہے، یہی تعجب ہمیں بھی ہے کہ ایک طرف ضعیف ومرسل روایات بھی قابل قبول!! اور دوسری طرف صحیح مسلم کی روایت بھی قابل تنقید اور قابل رد؟؟

فیاللعجب

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اس باب میں موجود آٹھ احادیث کو ذکر کیا ہے۔ جو کہ فضیلت والے اس عمل کی اہمیت اور مہتم بالشان ہونے کو واضح کر دیتی ہیں۔ اس حوالے سے بعض اہل علم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کا بھی اشارہ کیا ہے، جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ اور بعض شارحین نے اس روایت کی نسبت امام طبرانی رحمہ اللہ کی طرف کی ہے۔ اسی طرح اس باب میں بعض نے کہا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت مروی ہے۔ ان بکثرت روایات کی موجودگی میں انکارِ فضیلت، تقلیدی جمود کی بین دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جمود سے ہمیں محفوظ رکھے اور خالص قرآن وسنت پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصلِ ثانی:

اعتراضات وشبہات اور ان کا جائزہ

مفتی زرولی صاحب نے اپنے کتابچے بنام "احسن المقال فی کراھیۃ صیام ستۃ شوال" میں چند اعتراضات وشبہات وارد کئے ہیں جو سراسر دھوکہ دہی پر مشتمل ہیں، ان کا جواب پیش خدمت ہے۔

اعتراض:

موصوف نے حدیثِ ابی ایوب رضی اللہ عنہ پر کچھ اعتراض کئے ہیں، جن میں سے پہلا اعتراض یہ ہے کہ اس کی سند میں سعد بن سعید متکلم فیہ اور ضعیف ہے۔ ①

جواب:

اولاً: سعد بن سعید جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔ ②

ثانیاً: ان کے بارے میں مدار الحدیث ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔ کیونکہ تین ثقہ راویوں سے ان کی متابعت ثابت ہے۔ جن کے نام یہ ہیں: صفوان بن سلیم ③، زید بن اسلم ④، یحییٰ بن سعید بن قیس۔ ⑤

① (احسن المقال:26)

② دیکھئے حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا مضمون۔ (مقالات:2/324، 325)

③ (مسند حمیدی:380)

④ (شرح مشکل الآثار: 2343، باب بیان مشکل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوله من صام رمضان ثم أتبعه ستا من شوال فكأنما صام السنة)

⑤ (مسند حمیدی:382)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثالثاً: امام مسلم، ابن حبان، ابن خزیمہ، امام ترمذی رحمہم اللہ اور دیگر سے اس روایت کو صحیح قرار دینا ثابت ہے۔

اعتراض:

مفتی صاحب لکھتے ہیں: ”امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی مدار الحدیث سعد بن سعید پر کلام کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

و سعد ابن سعید هو! اخو یحیی بن سعید الانصاری، و قد تکلم بعض اهل الحدیث فی سعد بن سعید من قبل حفظه“ (1)

جواب:

اولاً: امام ترمذی رحمہ اللہ نے ہی اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے جو کہ اکثر نسخوں میں ہے۔ اور امام ترمذی رحمہ اللہ کا حسن کہنا آپ کو بھی مسلم ہے۔ جس کا واضح معنی یہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے پیش نظر دیگر طرق بھی ہیں جن کی طرف اوپر اشارہ کر دیا گیا ہے۔

ثانیاً: اس روایت کا مدار السند سعد بن سعید کو کہنا قطعاً صحیح نہیں۔ کیونکہ ان کی مزید تین ثقہ راویوں نے متابعت کر رکھی ہے۔ کما مر۔

اعتراض:

موصوف، شرح مشکل الآثار کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ نے سعد بن سعید کی وجہ سے صحت حدیث کا انکار کیا ہے اور فرمایا کہ محدثین بھی اس کی وجہ سے اس حدیث سے اعراض کر چکے ہیں۔“ (2)

جواب:

مفتی صاحب نے یہاں بڑی بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور امام طحاوی کے پورے کلام کو نقل نہیں کیا، آئیے پہلے امام طحاوی کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

---

(1) احسن المقال: 27

(2) احسن المقال: 27

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[قال أبو جعفر: فكان هذا الحديث مما لم يكن بالقوي في قلوبنا لما سعد بن سعيد عليه في الرواية عند أهل الحديث, ومن رغبتهم عنه، حتى وجدناه قد أخذه عنه من قد ذكرنا أخذه إياه عنه من أهل الجلالة في الرواية والثبت فيها؛ فذكرنا حديثه لذلك]

یہ روایت ہمارے نزدیک قوی نہیں تھی کیونکہ اس میں سعد بن سعید ہے جس سے محدثین نے اعراض کیا ہے۔حتی کہ ہم نے ایسے لوگ جو اہل روایت اور ثبت ہیں انہوں نے اس سے اس روایت کو لیا ہے۔پس اسی لئے ہم نے اس کی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اب اس عبارت میں دیکھیں کہ امام طحاوی تو یہ کہہ رہے ہیں کہ محدثین کے اعراض کی وجہ سے ہم اس روایت کو قابل قبول نہیں سمجھتے تھے لیکن بعد میں بڑے مرتبت والے روایت لینے والے مل گئے۔اب عبارت کے ایک ٹکڑے کو لینا اور ایک کو چھوڑ کر کہنا کہ امام طحاوی نے کہا کہ محدثین نے اعراض کیا ہے یہ تو بالکل اسی طرح ہے جس طرح کوئی کہے کہ قرآن میں ہے کہ نماز کے قریب نہ جاؤ، اور اگلا جملہ حذف کر جائے کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔

بہر حال پہلا دھوکہ تو یہ کہ ادھوری عبارت نقل کر کے غلط مفہوم کشید کیا گیا اور مفتی صاحب نے یہ بد دیانتی نادانستہ نہیں کی بلکہ قصداً کی ہے۔جیسا کہ ان کی اگلی ہی عبارت اس بات کی چغلی کھا رہی ہے۔لکھتے ہیں: ''آگے کچھ طرق کے بارے میں امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے کچھ اظہار رائے فرمایا ہے۔مگر ان تمام روایات میں یا تو عمرو بن ثابت ہے جسے امام مالک نے منکر اور غیر ثقہ اور نا قابل اعتماد کہا ہے۔۔۔''(1)

تجاہل عارفانہ کی بھی حد ہوتی ہے، بلکہ ہم یہاں مفتی صاحب سے پوچھیں گے کہ ذرا یہ بھی تو بتا دیں کہ امام طحاوی رحمہ اللہ کی اس روایت کو شرح مشکل الآثار میں لانے کی غایت کیا ہے۔وہ غایت یہی ہے کہ اس حدیث پر جو اشکال وارد کیا جاتا ہے اس کا جواب دیا جائے۔اور امام طحاوی

---

(1)(احسن المقال:27)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے دو طرح کے اشکال کا جواب دیا ایک سند کے حوالے سے تھا: امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس کا جواب اسی مذکورہ عبارت میں دے دیا۔ دوسرا اشکال اس کے متن پر تھا وہ اعتراض کہ ان روایات کی رو سے رمضان کے روزے اور غیر رمضان کے روزے برابر ہو جائیں گے نقل کرنے کے بعد اس کا مدلل جواب دیتے ہیں، جسے شرح مشکل الآثار میں دیکھا جا سکتا ہے، ہم یہاں صرف اس بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ امام طحاوی اور مفتی زرولی دو علیحدہ وادیوں میں ہیں امام طحاوی تو ان روایت پر وارد اشکال کو دور کر رہے ہیں جس سے ان کا مؤقف بھی واضح ہے کہ وہ اس کے استحباب کے قائل ہیں، بلکہ دفاع بھی کر رہے ہیں۔ لیکن مفتی صاحب تو بالکل اس وادی میں ہیں جن کا جواب امام طحاوی رحمہ اللہ دے رہے ہیں۔ اب یہ فیصلہ قارئین پر ہی چھوڑتے ہیں کہ مفتی صاحب کے اس طرز عمل کو وہ کیا نام دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح مسلم پر مقلدانہ حملہ

اعتراض:

(چونکہ حدیث ابی ایوب رضی اللہ عنہ صحیح مسلم میں موجود ہے، جس کی صحت کو امت نے تسلیم کیا ہے۔) مگر موصوف اپنے مؤقف کے دفاع کے لئے صحیح مسلم پر حملہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال الحاکم و کتاب مسلم ملآن من الشیعة[1]

جواب:

مفتی صاحب نے دراصل یہاں بڑے غیر محسوس انداز میں صحیح مسلم کی صحت پر حملہ کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہاں صحیح مسلم کی صحت پر حملہ کر کے موصوف نے منکرین حدیث کی ہی ترجمانی کی ہے۔

نرا دھوکہ:

مفتی صاحب نے جو قول امام حاکم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، دراصل یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے صحیح ترین ہونے کو مانتے تھے اس کی سب سے بڑی دلیل امام حاکم رحمہ اللہ کی کتاب جس کا نام انہوں نے المستدرک علی الصحیحین رکھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کتاب میں موجود روایات صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے درجے کی نہیں اور نہ ہی ان کی طرح اسے امت کے ہاں قبولیت حاصل ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ ان دونوں کتابوں کو صحیح مانتے تھے۔ اور دل میں اس حد تک ان کی حیثیت تھی کہ اپنی بساط کے مطابق اسی طرز پر المستدرک لکھنے کی کوشش کی۔ اور نام میں ہی الصحیحین لکھ کر بتا دیا کہ ان کے نزدیک یہ دونوں کتابیں صحیح ہیں۔ اتنی بڑی، منہ بولتی اس حقیقت کے باوجود اس مقام پر ان کا یہ قول پیش کرنا!! نرا دھوکہ ہے۔

---

[1] احسن المقال:27

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیح حدیث کی دس اقسام بنائی ہیں، پانچ جن پر اتفاق ہے، اور پانچ جن میں اختلاف ہے، صحیح حدیث کی پانچ وہ اقسام جن کی صحت پر اتفاق ہے، ان میں سب سے پہلے نمبر پر کون سی احادیث ہیں، چنانچہ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[اختیار البخاری و مسلم، وھو الدرجۃ الاولی من الصحیح] (1)

"وہ حدیث جسے امام بخاری و مسلم نے اختیار کیا ہے، صحیح کے سب سے پہلے درجے پر وہی حدیث فائز ہے۔"

اندازہ لگائیں کہ امام حاکم رحمہ اللہ صحیح حدیث کے اعلیٰ ترین درجے پر بخاری و مسلم کی روایات کو رکھ رہے ہیں، جس پر سب کو اتفاق بھی ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ امام حاکم رحمہ اللہ تو صحیحین کی روایات پر تنقید کو ناجائز سمجھیں، چنانچہ امام حاکم رحمہ اللہ معرفۃ علوم الحدیث کی انیسویں فصل میں معرفۃ الصحیح و السقیم کے تحت فرماتے ہیں:

[ان الصحیح لا یعرف بروایتہ فقط و انما یعرف بالفھم والحفظ و کثرۃ السماع، ولیس لھذا النوع من العلم عون أکثر من مذاکرۃ أھل الفھم والمعرفۃ لیظھر مایخفی من علۃ الحدیث۔ فاذا وجد مثل ھذہ الأحادیث بالأسانید الصحیحۃ غیر مخرجۃ فی کتابی الامامین البخاری و مسلم لزم صاحب الحدیث التنقیر عن علتہ و مذاکرۃ أھل المعرفۃ بہ لتظھر علتہ] (2)

"صحیح حدیث کو صرف روایت کے ذریعے سے نہیں پہچانا جاتا، بلکہ صحتِ حدیث کو فہم، حفظ اور کثرت سماع کے ذریعے سے بھی پہچانا جاتا ہے۔ اور اس حوالے سے مخفی علل کے اظہار کے لئے، اس فن کے اہل فہم و معرفت سے مذاکرہ سے بڑھ کر کوئی چیز زیادہ معاون نہیں ہو سکتی۔ اس طرح کی معلول احادیث پائی جائیں جو کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہیں، اور وہ احادیث بخاری و مسلم کی نہ ہوں، تو صاحب حدیث پر اس حدیث کے حوالے سے علت کی تفتیش لازم ہے، اور اہل معرفہ سے مذاکرہ لازم

(1) تدریب الراوی: 198/1، طبع دار العاصمۃ
(2) معرفۃ علوم الحدیث: 108، دار أحیاء العلوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تاکہ مخفی علت واضح ہو جائے۔"

اس عبارت سے بالکل واضح ہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی روایات کے علاوہ دیگر کتب کی روایات کی مخفی علل کے حوالے سے اہل علم سے پوچھ گچھ کر لینی چاہئے تاکہ اس روایت کی مخفی علت پر مطلع ہوا جا سکے لیکن "غیر مخرجة فی کتابی الامامین البخاری و مسلم" کہہ کر بتلا دیا کہ صحیح بخاری و مسلم میں موجود روایات پر اس قسم کی تنقید نہیں کی جائے گی۔

مستدرک کے مقدمہ میں اسناد کو خصائص امت میں سے قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں علماء دین اور ائمہ مسلمین کو پیدا فرمایا جنہوں نے روایات و آثار کے رواۃ و ناقلین کا تزکیہ کیا، تاکہ وحی الٰہی میں جھوٹ شامل ہونے سے بچ جائے، اور پھر ان ائمہ مسلمین کی مثال دیتے ہوئے سب سے پہلے جن کا نام لیا، فرماتے ہیں:

[فمن هؤلاء الأئمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي، وأبو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري رضي الله عنهما، صنفا في صحيح الأخبار كتابين مهذبين انتشر ذكرهما في الأقطار،] ①

"ان ائمہ میں سے ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل الجعفی اور ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری ہیں، جنہوں نے صحیح روایات پر مشتمل کتابوں کو تصنیف کیا، جنہیں دنیا کے ہر کونے میں شہرت ملی۔"

یہاں بھی امام حاکم رحمہ اللہ نے صحیحین کی کتب کو جو مقام دیا ہے، واضح ہے کہ ان کی احادیث کو صحیح قرار دیا۔ پھر مقدمہ مستدرک ہی میں امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک حاکم کی وجہ تالیف بیان کرنے کے بعد فرمایا:

[وقد خرج جماعة من علماء عصرهما ومن بعدهما عليهما أحاديث قد أخرجاها، وهي معلولة، وقد جهدت في الذب عنهما في المدخل إلى الصحيح بما رضيه أهل الصنعة] ②

① مستدرک حاکم: 1/2، مقدمہ۔
② مستدرک حاکم: 1/3، مقدمہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک جماعت نے شیخین کے دور میں بھی اور ان کے دور کے بعد بھی صحیحین پر استخراج کا کام کیا، لیکن وہ احادیث معلول تھیں، میں نے اس حوالے سے المدخل الی الصحیح میں شیخین کے دفاع کی کوشش کی، جسے اہل فن نے پسند کیا۔"

اب دیکھیں! امام حاکم رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی احادیث کی کیا حیثیت ہے؟؟ ان کا مستدرک علی الصحیحین لکھنا، اور مقدمہ میں ان کتب کی جلالت کو بیان کرنا، المدخل میں صحیحین پر معلول متخرج روایات پر بحث کرتے ہوئے صحیحین کا دفاع کرنا، علامہ سیوطی کا ان سے صحیح کے سب سے اعلیٰ ترین درجے میں صحیح بخاری و مسلم کی روایات کو رکھنا، اور پھر معرفہ سے جیسا کہ ثابت ہوا کہ صحیحین پر تنقید کو ناجائز سمجھنا، ان سب حقائق کی موجودگی میں امام حاکم رحمہ اللہ کا مجمل قول پیش کر کے اپنا کام سیدھا کرنے کی ناکام کوشش کرنا کتنا بڑا دھوکہ ہے؟؟

لہٰذا اس تمام تر تفصیل کی روشنی میں ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہاں امام حاکم رحمہ اللہ کی لفظ شیعہ سے مراد وہ راوی ہیں جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ پر فوقیت دیتے ہیں۔ اور ثقاہت، دیانت اور عقائد میں وہ صحیح ہیں۔ لہٰذا مفتی صاحب کا یہ قول پیش کرنا نرا دھوکہ ہے۔

دوسرا دھوکہ یا۔۔۔!!!

موصوف کا دوسرا دھوکہ یہ ہے کہ انہوں نے تدریب الراوی کا حوالہ دیا ہے۔ اور تدریب الراوی میں شیعہ راویوں کے حوالے سے امام سیوطی اور امام ذہبی رحمہما اللہ کا کلام چند ہی صفحات کے بعد ہے۔ (یہ دونوں قول آگے آرہے ہیں۔) جس کی موجودگی میں امام حاکم رحمہ اللہ کے اس مذکورہ بالا قول کو ذکر کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

تین نکاتی جواب:

موصوف کے ان دو دھوکوں کے ذکر کے بعد طوالت سے بچتے ہوئے ہم مفتی صاحب کی صحیح مسلم کے متعلق اس ہرزہ سرائی کا تین نکات میں جواب دیتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا نکتہ صحیح مسلم کی صحت پر اجماع امت:

صحیح مسلم کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے۔اس حوالے سے کئی ایک اہل علم کے اقوال پیش کئے جاسکتے ہیں ہم چندایک پر اکتفاء کرتے ہیں:

امام نووی رحمہ اللہ:

"اتفق العلماء رحمهم الله على أن أصح الكتب بعد القرآن العزيز الصحيحان البخاري ومسلم وتلقتهما الامة بالقبول" ①

یعنی: علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کے بعد صحیح ترین کتابیں صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "الخبر المحتف بالقرائن" کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والخبر المحتف بالقرائن أنواع: منها ما أخرجه الشيخان فى صحيحيهما مما لم يبلغ حد المتواتر فانه احتف به قرائن منها: جلالتهما فى هذا الشأن۔ وتقديمهما فى تمييز الصحيح على غيرهما۔ وتلقى العلماء لكتابيهما بالقبول۔" ②

یعنی: "ایسی حدیث جسے کئی قرائن نے گھیرا ہوا ہو۔اس کی کئی اقسام ہیں۔ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ جسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہو اور وہ روایت حد تواتر کو نہ پہنچے۔ایسی روایت کو کئی قرائن نے گھیرا ہوا ہے، امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی فن حدیث میں جلالت شان، یہ صحیح اور ضعیف احادیث کے مابین فرق کرنے میں سب سے مقدم ہیں، اور ان کی کتابوں کو امت نے قبولیت کے ساتھ لیا ہے۔"

امام ابوعبداللہ الحمیدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لم نجد من الأئمة الماضين من أفصح لنا فى جميع ما جمعه باالصحة الا هذين

---

① شرح النووی: 1/128، مقدمة، فصل اصح الکتب بعد القرآن الصحیحان

② شرح نخبة الفکر: 37، 38 طبع المیزان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الا مامین①

یعنی: امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ ائمہ سلف میں سے ہم کسی کو نہیں پاتے کہ جس نے یہ کہا ہو کہ ہم نے جو کچھ بھی ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے۔

امام ابن الصلاح رحمہ اللہ نے مستقل کتاب صیانۃ صحیح مسلم لکھی۔ اور اہل علم کا اس میں اس کی صحت پر اجماع نقل کیا۔

امام نووی رحمہ اللہ نے امام جوینی کا ایک فتویٰ بھی نقل کیا ہے کہ

"لو حلف انسان بطلاق امرأته أن مافی کتابی البخاری و مسلم مما حکما بصحته من قول النبی صلی اللہ علیه وسلم لما ألزمته الطلاق ولا حنثته لاجماع المسلمین علی صحتهما۔"②

یعنی: اگر کوئی شخص یہ قسم اٹھالیتا ہے کہ اگر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں نبی ﷺ کی جو بھی حدیث ہے وہ صحیح نہ ہو تو میری بیوی کو طلاق ہو۔ تو یہ طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ مسلمانوں کا ان دونوں کی صحت پر اجماع ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ:

"أما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی أن جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع و أنهما متواتران الی مصنفیهما و أنه کل من یهون أمرهما فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین۔③

یعنی: صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود روایت کے بارے میں محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ قطعی طور پر صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک متواتر ہیں۔ اور جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کو یہ حیثیت نہیں دیتا وہ بدعتی ہے اور مسلمانوں کے علاوہ دوسروں کی راہ پر گامزن ہے۔ ہم مفتی صاحب کو مشورہ

---

① مقدمة ابن الصلاح

② (شرح النووی: 136/1، مقدمة، فصل فی حکم احادیث صحیح مسلم)

③ (حجة اللہ البالغة)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیں گے کہ یہ قول بار بار پڑھیں تاکہ انہیں احساس ہو کہ وہ کس ڈگر پر چل رہے ہیں۔

دوسرا نکتہ صحیح مسلم کا مقام احناف کے نزدیک:

خود حنفیہ نے صحیح مسلم کی صحت کو قبول کیا ہے۔ مثلاً

علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اتفق علماء الشرق والغرب على أنه ليس بعد كتاب الله تعالى أصح من صحيحي البخاري ومسلم"①

یعنی: مشرق و مغرب کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کی کتاب قرآن مجید کے بعد سب سے صحیح ترین کتاب صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں۔

ملا علی قاری صاحب مشکوۃ کے مقدمے کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اتفقت العلماء على تلقي الصحيحين بالقبول"②

یعنی: علماء صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو قبول کرنے میں متفق ہیں۔

انور شاہ کشمیری کتب ستہ پر لفظ صحاح کے استعمال کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کتب ستہ پر صحاح کا اطلاق تغلیباً ہے، ورنہ صحیح تو صرف صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں اور باقی سنن ہیں۔③

سرفراز صفدر نے بھی اس کی صحت پر امت کے اجماع کا اقرار کیا ہے۔④

تیسرا نکتہ: لفظ تشیع کے استعمال کی دو اقسام:

تشیع کا استعمال دو قسم کے افراد پر ہوا ہے۔ (۱) جن کے عقائد شرکیہ و کفریہ ہیں۔ (۲) متقدمین وہ لوگ جو عقیدے میں تو صحیح تھے صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو باقی صحابہ پر فضیلت دیتے

---

① (عمدۃ القاری: 32/1، دار احیاء التراث العربی)

② مرقاۃ المفاتیح: 62/1

③ العرف الشذی

④ احسن الکلام: 249/1 طبع سوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ایسے راویوں پر بھی متقدمین نے تشیع کا اطلاق کیا ہے۔جیسا کہ تدریب الراوی ہی کو لے لیں! (جس کا مفتی صاحب نے حوالہ دیا ہے، مگر افسوس علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے جو تشیع سے مراد ذکر کی ہے وہ ان کو نظر ہی نہیں آئی) علامہ سیوطی رحمہ اللہ صحیحین میں وہ راوی جن پر تشیع کا الزام ہے کے نام ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هؤلاء رموا بالتشيع وهو تقديم علي على الصحابة"①

یہ راوی جن پر تشیع کا الزام ہے۔وہ یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دینا۔

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:''امام ذہبی رحمہ اللہ نے صراحت کی ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں، (۱) چھوٹی بدعت جیسے تشیع غلو کے ساتھ ہو یا بغیر غلو کے۔جیسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال کرنے والوں کے بارے میں کلام کرنے والا تابعین و تبع تابعین میں ایسے راوی (باوجود ان کے دین، ورع اور صدق کے) موجود ہیں۔اگر ان کی روایت کو رد کر دیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جائے۔(۲) بدعت کبریٰ جیسے کامل رفض اور اس میں غلو۔ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر طعن کرنا ایسے راوی کی روایت حجت نہیں۔②

مزید اس حوالے سے حنفیہ کیا موقف رکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیے سرفراز صفدر صاحب لکھتے ہیں:''شیعہ ہونا بغیر داعیہ کے اصول حدیث کے لحاظ سے کوئی جرح نہیں''③

نیز لکھتے ہیں:''متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح لفظ شیعہ کے بارے میں جدا جدا ہے۔حضرات متقدمین کے نزدیک شیعہ کا اور مفہوم ہے اور حضرات متاخرین کے نزدیک اور ہے۔''④

ان اقوال سے واضح ہوا کہ سرفراز صفدر صاحب بھی شیعہ کی اصطلاح میں فرق کرتے ہیں، اور

---

①تدریب الراوی:389/1

②تدریب الراوی:386/1

③تسکین الصدور:110، اتمام البرھان:41/3، نور و بشر:72، (بحوالہ مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں)

④ارشاد الشیعہ:19 (بحوالہ مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشیع کے حوالے سے یہ بات بھی ملحوظ رکھی جائے کہ محدثین کے یہاں بدعتی راوی کی روایت کا کیا حکم ہے؟ امام ذہبی رحمہ اللہ ابان بن تغلب کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

"شيعي جلد، لكنه صدوق، فلنا صدقه وعليه بدعته" ①

یعنی ابان بن تغلب کٹر شیعہ ہے لیکن صدوق ہے، ہمارے لئے اس کا صدق ہے، اور اس کی بدعت کا معاملہ اور عتاب اسی پر ہے۔

پتہ چلا کہ صحیحین میں شیعہ راوی کے ہونے سے روایت اثر انداز نہ ہوگی، کیونکہ محدثین نے مبتدع راوی کی روایت کو دو شروط کے ساتھ قبول کیا ہے۔ (۱) وہ بدعت کا داعی نہ ہو، (۲) وہ روایت اس کے بدعی عقیدے کی مؤید نہ ہو۔

اگر روایت ان دو شرائط پر پوری اترتی ہے، تو وہ روایت مقبول ہوگی۔

بہر حال ان تینوں نکات پر ہماری گفتگو سے صحیح مسلم کا مقام واضح ہو چکا ہے اور ساتھ ہی صحیحین کے بارے میں مفتی صاحب کا دلی بغض بھی واضح ہو گیا۔

اعتراض:

عمر بن ثابت پر کلام کے بارے میں استذکار کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واظن الشيخ عمر بن ثابت لم يكن عنده ممن يعتمد عليه۔" ②

جواب:

خیانت کی حد ہوتی ہے جن کا حوالہ دیا جارہا ہے وہ خود عمر بن ثابت کو ثقہ قرار دے رہے ہیں اور لکھ رہے ہیں:

عمر بن ثابت الأنصاري وهو من ثقات أهل المدينة ③

یعنی عمر بن ثابت مدینہ کے ثقہ لوگوں میں سے ہیں۔

---

① میزان الاعتدال
② احسن المقال:55
③ الاستذکار:368/3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اندازہ لگائیں کہ الاستذکار میں تو ان کی توثیق کو ثابت کیا جا رہا ہے، مگر مفتی صاحب اسی کتاب کے حوالے سے عمر بن ثابت پر جرح کر رہے ہیں۔

ثانیاً: صاحب استذکار نے یہ بھی لکھا ہے کہ حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ عمر بن ثابت کی روایت کو قوی کرتی ہے۔ (1)

ثالثاً: یہی صاحب استذکار علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ بڑے واشگاف الفاظ میں شوال کے ان چھ روزوں کی فضیلت بھی بیان کرتے ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے قول کی توجیہ بھی کرتے ہیں لیکن مفتی صاحب یہاں آکر ان سے اختلاف کر جاتے ہیں۔

جہاں تک عمر بن ثابت کی توثیق کا معاملہ ہے تو وہ پہلے ہی حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ بیان کر چکے ہیں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں: "حافظ ابن حبان نے آپ کو کتاب الثقات (5/ 149) میں ذکر کیا امام عجلی نے کہا: مدنی تابعی ثقہ (تاریخ العجلی: 1333) ابن شاہین نے انہیں کتاب اسماء الثقات (693) میں ذکر کیا امام مسلم، امام ترمذی، امام ابن خزیمہ، حافظ ابوعوانہ اور حافظ بغوی نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دے کر ان کی توثیق کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا: ثقہ ہے۔ (تقریب التہذیب :4780)" (2)

اعتراض:

استذکار کے حوالے سے لکھتے ہیں: اس روایت کے موقوف و مرفوع ہونے کا اضطراب بھی موجود ہے۔ (3)

جواب:

یہ بھی بہت بڑا دھوکہ ہے، صاحب استذکار کی عبارت یہ ہے:

"هكذا ذكره موقوفا على أبي أيوب وقد روي عن يحيى بن سعيد عن عمر بن

---

(1) الاستذکار

(2) مقالات: 2/323

(3) احسن المقال: 55

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت بإسناده مثله موقوفا"①

یعنی: یہ روایت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً بھی مروی ہے، یحییٰ بن سعید نے اسے عمر بن ثابت سے اسی سند کے ساتھ موقوف بیان کیا ہے۔

درحقیقت صاحب استذکار نے اس روایت کے موقوف اور مرفوع ہونے کا تو ذکر کیا ہے، لیکن یہ نہیں کہا کہ یہ اضطراب ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیئے کہ وہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ یہ روایت مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح ثابت ہے۔ مگر مفتی صاحب نے صاحب استذکار پر بہت بڑا بہتان باندھتے ہوئے استذکار کا حوالہ دے کر گویا یہ ثابت کیا کہ انہوں نے اس حدیث کا مضطرب ہونا ثابت کیا ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔

ثانیاً: اگر اسے مضطرب مان بھی لیا جائے تو ترجیح بھی ممکن ہے یعنی عمر بن ثابت سے اس روایت کو چار شاگردوں نے مرفوعاً بیان کیا ہے اور ایک نے موقوف۔ اب میرا مفتی صاحب سے سوال ہے کہ اگر انہوں نے اصول حدیث پڑھے ہیں تو اب ایک طرف چار راوی جو مرفوع بیان کر رہے ہیں اور ایک طرف ایک! کیا چار کی بات راجح نہیں؟! واضح سی بات ہے کہ چار راویوں کی روایت کا مرفوع ہونا راجح ہے پھر مزید یہ کہ دیگر مرفوع شواہد بھی موجود ہوں تو پھر تو اس کا مرفوع ہونا اور زیادہ قوی ہو جاتا ہے۔

اعتراض:

موصوف فتوحات مکیہ کے حوالے سے روایت کے متن کو منکر کہتے ہیں۔②

جواب:

اولاً: جمہور اہل علم کے مقابلے میں ابن عربی کی بات کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور اہل علم میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو منکر قرار نہیں دیا۔

① الاستذکار: 368/3

② احسن المقال: 46، 55

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثانیاً: اس روایت کے متن کو منکر قرار دینے کی وجہ یہ بتائی گئی کہ ایام سارے مذکر ہوتے ہیں لہٰذا اس حدیث میں ستاً کا لفظ آیا ہے جبکہ ستۃ آنا چاہیے۔ لہٰذا یہ حدیث متناً منکر ہے۔ اس اشکال کا امام نووی رحمہ اللہ نے جواب دیا ہے کہ عدد کا معدود جب محذوف ہو تو ایسا جائز ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اہل لغت کے حوالے سے بھی اس کی مثال دی ہے۔ بلکہ قرآن مجید سے بھی اس کی ایک مثال نقل کی ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

[يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا] (1)

اور دیگر شارحین نے بھی امام نووی رحمہ اللہ والی ہی بات کو بیان کیا ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ مثال میں بھی معاملہ ایسا ہی ہے کہ عشرۃ ہونا چاہیے تھا لیکن بغیر تاء کے آیا ہے، جواب اس کا وہی ہے جو گزر چکا ہے کہ معدود محذوف ہو تو بغیر تاء کے بھی آنا جائز ہے۔

لہٰذا اس بنیاد پر حدیث کے متن کو منکر قرار دینا عجیب سے عجیب تر ہے۔

---

(1) شرح النووی: 297/8، سورۃ البقرۃ: 234۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفتی زرولی کے عذر لنگ

موصوف حدیث کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''واضح رہے کہ ثواب کے لئے ہمیشہ ایسے اعمال اور اجور ذکر کئے جاتے ہیں جو شرعاً محمود ہیں جیسے جامع ترمذی میں ہے کہ جس نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھی پھر بیٹھ کر ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج نکلا اور اس نے دو رکعت پڑھیں تو اس کو حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔ حج و عمرہ باعث اجر افعال ہیں۔ اس لئے وہ ثواب میں ذکر کئے گئے۔'' (1)

پھر لکھتے ہیں: ''یا دوسری روایت جو معروف عند اصحاب السنن ہے کما فی البخاری کہ سورۃ اخلاص تین مرتبہ پڑھنے سے ایک قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ تو چونکہ قرآن کریم پورا کرنا باعث اجر عظیم ہے اس لئے بطور ثواب کے ذکر کیا گیا۔'' (2)

جواب:

ہمارے نزدیک مفتی صاحب کی یہ بات عذر لنگ سے کم نہیں۔ موصوف کا مذکورہ قاعدہ ثواب کے لئے ہمیشہ ایسے اعمال اور اجور ذکر کئے جاتے ہیں جو شرعاً محمود ہیں۔ مفتی صاحب کے اس قاعدے کی رو سے کتنے فضائل اور اعمال پر سوالیہ نشان لگ سکتا ہے؟ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

پانچ نمازیں، اجر میں پچاس کے برابر!! (3)

کیا پچاس نمازیں فرض پڑھنا شرعاً محمود ہیں؟؟

مؤذن قیامت کے دن لمبے قد والے ہوں گے۔ (4)

کیا لمبا قد یا لمبی گردن شرعاً محمود ہے؟

---

(1) احسن المقال: 28

(2) احسن المقال: 28

(3) صحیح بخاری: کتاب الصلوۃ، باب کیف فرضت الصلوۃ، رقم الحدیث: 349، صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب الإسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إلی السماوات و فرض الصلوات، رقم الحدیث: 163

(4) صحیح مسلم: کتاب الصلوۃ، باب فضل الاذان و هرب الشیطان عند سماعه، رقم الحدیث: 387

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں ہے: جو عشاء اور فجر کی فضیلت جان لے تو اسے اگر گھٹنے کے بل چل کر آنا پڑے تو وہ آئے۔ ①

حالانکہ سکینت اور وقار کے ساتھ آنے کا حکم ہے۔ ②

اس روایت کے مقابلے میں کیا گھٹنے کے بل آنا شرعاً محمود ہے؟؟

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ قرآن کی تعلیم تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ ③

اب کیا سرخ اونٹ رکھنا شرعاً محمود ہیں؟

اس حوالے سے مزید مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں، فی الحال انہیں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

① صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب الاستهام فی الاذان، رقم الحدیث: 615، صحیح مسلم: کتاب الصلوة باب تسویة الصفوف

② صحیح بخاری: کتاب الاذان باب لا یسعی إلی الصلاة ولیأت بالسکینة والوقار رقم الحدیث: 636، صحیح مسلم: کتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب استحباب اتیان الصلوة بوقار وسکینة والنهی عن اتیانها سعیاً، رقم الحدیث: 602

③ صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسیر باب دعاء النبي صلی الله علیه وسلم الناس إلی الإسلام والنبوة وأن لا یتخذ بعضهم بعضاً أرباباً من دون الله، صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالی عنهم، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوال کے چھ روزے اور صوم الدھر کے مفہوم کی وضاحت

اعتراض:

ان روزوں کے لئے صوم الدھر کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ جس سے مفتی صاحب نے اس کی کراہیت کا استدلال کیا ہے۔ ①

جواب:

اولاً: قاعدہ "الحديث يفسر بعضه بعضاً" یعنی ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے۔ اگر ایک روایت میں "الدھر" کے الفاظ ہیں تو دوسری میں "السنة" کے الفاظ بھی ہیں۔ جس سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

ثانیاً: صوم الدھر کو اصل معنی میں رکھا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ جب حدیث ثابت ہو جائے تو ہمارا کام ماننا ہے نہ کہ فرار کی راہیں ڈھونڈنا۔

ثالثاً: اگر الدھر کا لفظ مفتی صاحب پر اتنا ثقیل گزر رہا ہے کہ اس کی بنیاد پر اصل حدیث کا ہی انکار کر دیں۔ تو پھر اس مفہوم کا اجر دیگر روزوں اور عبادات کے لئے بھی ثابت ہے۔ مثلاً

ایام بیض کے تین روزوں کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

[من صام ثلاثة ايام من كل شهر فذلك صوم الدهر فا نزل الله عز وجل تصديق ذلك في كتابه: {مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا} (الانعام:160) فاليوم بعشرة ايام] ②

ترجمہ: جس نے ہر مہینے تین روزے رکھے (ایام بیض کے) یہ پورے سال کے روزوں کے برابر ہے۔ اس کی تصدیق اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں نازل کی ہے۔ کہ جس نے ایک نیکی کی اسے اس کے مثل دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔ تو گویا کہ ایک دن دس دن کے برابر ہوا۔

---

① احسن المقال: 28، 29

② سنن ابن ماجة: 1708، كتاب الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ اللہ کی طرف سے خصوصی عنایت ہے کہ اللہ تعالی نے جو بھی چیز تخفیفاً مسلمانوں سے ہٹائی، اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی۔ مثلاً پہلے پچاس نمازیں فرض تھیں، پھر پانچ نمازیں ہوئیں۔ اور پانچ نمازوں کی فرضیت کے وقت کہا گیا کہ نمازیں پانچ ہیں اور اجر پچاس کا ہی ملے گا۔ ① تو یہ اللہ تعالی کی خصوصی عنایت ہے۔

اسی طرح اگر ایک شخص بغیر کسی ناغے کے اور بغیر سوئے مسلسل سال بھر کی راتوں کا قیام کرتا ہے۔ تو اس کا یہ عمل شریعت میں مستحسن نہیں، جیسا کہ اس میں تین صحابہ والے واقعے ② سے اس کی نفی پر نص موجود ہے۔ لیکن اللہ تعالی نے اس حوالے سے اجر کا سلسلہ ایسا رکھا کہ ایک رات (لیلۃ القدر) جسے ہزار مہینوں کی راتوں کی عبادت سے افضل قرار دے دیا۔ ③ جبکہ ہزار مہینوں کی راتوں کا قیام مسلسل بغیر ناغے کے کرنا مستحسن نہیں۔

جو لوگ صیام الدھر کی منع کے ذریعے سے استدلال کر کے ان روزوں کو ممنوع قرار دینا چاہتے ہیں، یہ صحیح نہیں کیونکہ اگر یہ مان لیا جائے تو اس طرح حج مبرور کے ثواب، پانچ نمازوں کے ثواب اور ایام بیض کے روزوں کے اجر وغیرہ سب پر سوالیہ نشان کھڑا ہو جاتا ہے؟ اور سب کو اگر اسی عینک سے دیکھا جائے تو سب مکروہ نظر آتے ہیں۔

---

① صحیح بخاری: 349، صحیح مسلم: 163۔

② صحیح بخاری: 5063

③ القدر: 3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ اور شوال کے چھ روزے

امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "امام مالک رحمہ اللہ سے مؤطا میں صراحتاً ان روزوں کا انکار اور اس کے ارتکاب کو بدعت فرمانا منقول ہے۔" ①

جواب:

اولاً: آپ کا امام مالک رحمہ اللہ کا قول اور ان کا مؤقف پیش کرنا کسی عجوبے سے کم نہیں کیونکہ ایک طرف تو آپ کا زور اس بات پر ہے کہ فتوی اصل امام کے فتوی پر ہی ہوگا۔ لہٰذا حنفی مقلد کی حیثیت سے امام مالک کا قول پیش کرنا بہت بڑا عجوبہ ہے۔

ثانیاً: امام مالک رحمہ اللہ کے اپنے قول:

[إنما أنا بشر أخطئ وأصيب فانظروا في رأيي فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوه وكل مالم يوافق الكتاب والسنة فاتركوه] ②

یعنی: "میں انسان ہوں کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی میرا مؤقف صحیح بھی ہوتا ہے۔ پس میری رائے میں سے جو کتاب وسنت کے مطابق ہو اسے لے لو۔ اور جو خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔"

اس قول کی وجہ سے امام مالک رحمہ اللہ کا شوال کے روزوں سے متعلق مذکورہ قول حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں متروک ہے۔

ثالثاً: امام مالک رحمہ اللہ کے اس قول کی وضاحت مختلف اہل علم نے نقل کی ہے، مالکیہ نے اس قول کی جو وضاحت کی ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سنت کو سینے سے لگایا ہے اور امام مالک کے قول کی ایسی توجیہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کا قول حدیث کے بالکل مقابل آ کر کھڑا نہ ہو جائے۔ ان کا یہ عمل قابل تحسین ہے، جنہوں نے تقلیدی جمود کی ایسی کالی پٹی نہیں پہنی کہ انکار یا تاویل کرتے وقت وہ بھول ہی جائیں کہ ہم یہ جرأت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں

① أحسن المقال: 24

② جامع بيان العلم: 1/777

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہے ہیں۔آیئے ملاحظہ کیجئے کہ مالکیہ سمیت دیگر اہل علم نے اس قول کی کیا وضاحت کی ہے۔

امام زرقانی رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت میں مطرف کا قول نقل کیا ہے: "امام مالک رحمہ اللہ نے صرف اس ڈر سے کہ جہلاء اسے رمضان کے ساتھ نہ ملا دیں، ناپسند سمجھا۔البتہ اس بارے میں وارد احادیث سے جو فضیلت ملتی ہے اس بنا پر کوئی روزہ رکھتا ہے تو یہ مستحسن ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں"۔

پھر فرماتے ہیں:

"قال شيوخنا إنما كره مالك صومها مخافة ان يلحق الجهلة برمضان غيره." ①

یعنی: "ہمارے شیوخ کے نزدیک امام مالک رحمہ اللہ کا ان روزوں کو مکروہ سمجھنا اس ڈر سے تھا کہ کہیں جاہل لوگ اسے رمضان کے ساتھ نہ ملا دیں"۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی استذکار میں ان کے اس قول کی وضاحت یہی کی ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے اس ڈر سے کہ جہلاء اسے رمضان کے ساتھ نہ ملا دیں۔ یا امام مالک رحمہ اللہ تک یہ حدیث ہی نہیں پہنچی۔

نیز اہل علم میں سے بڑی تعداد نے امام مالک رحمہ اللہ کے اس قول کی توجیہ کی یا یہی سمجھا کہ امام مالک رحمہ اللہ تک حدیث نہ پہنچ سکی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلے میں اس قول کو متروک سمجھا۔ چند ایک اہل علم کے نام ملاحظہ فرمائیں:

امام نووی (شرح النووی: 8/44، شرح المہذب: 6/378)، ابن رشد (بدایۃ المجتہد: 1/225)، ابن عبدالبر (الاستذکار: 9/368)، امام زرقانی (شرح الزرقانی: 2/452)، امام سندی (شرح سنن ابن ماجۃ: 1/679)، ملا علی قاری (المرقاۃ: 4/476)، انور شاہ کشمیری (عرف الشذی)، امام طیبی (شرح الطیبی: 4/220)، امام صنعانی (سبل السلام: 2/340)، ابو محمد موفق الدین عبداللہ ابن قدامۃ (المغنی: 3/112)، ابو الفرج شمس الدین عبدالرحمن بن محمد ابن

① شرح الزرقانی: 2/245

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القدامۃ (شرح الکبیر: 3/97) یحی کاندھلوی (الکوکب الدری علی جامع ترمذی: 2/61)، قاضی حسین محمد المغربی (البدر التمام شرح بلوغ المرام: 2/452) ابن البناء (فتح الربانی: 2/1567)، امام شوکانی (نیل الاوطار: 4/243)، عبید الرحمٰن مبارکپوری (مرعاۃ المفاتیح: 7/64)، عبد الرحمٰن مبارکپوری (تحفۃ الاحوذی: 3/388)، شمس الحق عظیم آبادی (عون المعبود: 7/62) رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین اور دیگر کئی ایک اہل علم نے اس قول کی توجیہ کی یا پھر کھلے انداز میں حدیث کو ہی ترجیح دی۔ اور ہونا بھی یہی چاہیئے کہ حدیث کو ترجیح دی جائے اس لئے کہ خود امام مالک رحمہ اللہ کا قول آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اگر میری بات حدیث کے موافق ہو تو لے لو اور اگر مخالف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ لہٰذا ہمیں ان کے بارے میں یہی حسن ظن ہے کہ ان تک یہ حدیث ہی نہیں پہنچی ہوگی۔

اور مفتی صاحب کو عجیب کشمکش کا سامنا ہے، کہیں وہ لکھتے ہیں: ''یہ کہنا قواعد علم کے خلاف ہے کہ مؤطا یا امام مالک رحمہ اللہ کے ہم مقلد نہیں ہیں۔ اولاً یہ دین کا مسئلہ ہے اور ثانیاً ہمارے امام سے بھی کراہت منقول ہے۔''(1) یعنی کہیں وہ کہتے ہیں کہ مؤطا پر عمل سے تقلید پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔ دوسری طرف ان کا موقف یہ بھی ہے کہ فتویٰ مطلق امام کے قول پر ہوگا یہاں وفائے تقلید میں اس قدر خالص نظر آتے ہیں کہ مشائخ حنفیہ کی بھی بات قبول نہیں، جن کی کتابوں کے حوالے دے کر قول امام پیش کرتے ہیں۔

رابعاً: امام مالک رحمہ اللہ نے اسے بدعت کہا ہے اور موصوف نے تو امام مالک رحمہ اللہ کے قول کو لیا ہی نہیں۔ اس لئے کہ موصوف لکھتے ہیں: ''ان کا ترک مناسب اور اولی ہے۔''(2) مفتی صاحب کے اس جملے سے جو مفہوم نکل رہا ہے وہ یہی ہے کہ روزہ رکھنے والے کے بارے میں موصوف بدعت کا فتویٰ نہیں لگاتے،، جبکہ جو موقف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مفتی صاحب نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ روزے مکروہ ہیں۔

(1) احسن المقال: 38

(2) احسن المقال: 65

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث پر جرح اور اصل مقصد:

مفتی صاحب نے حق تقلید نبھاتے ہوئے حدیث پر جرح کی ہے۔ ہم بڑے وثوق سے کہہ رہے ہیں کہ مفتی صاحب کو یہاں حدیث سے کوئی سروکار نہیں اصل مقصد مذہب امام کا دفاع ہے۔ کیونکہ خود مفتی صاحب یہ لکھ چکے ہیں:

''صرف روایت میں آنا عمل کے لئے کافی نہیں ہے جب تک فقہاء کرام نے اس پر عمل نہیں فرمایا ہو'' (1)

یہ نبی ﷺ کی حدیث کا انکار نہیں تو کیا ہے؟ کہ آپ ﷺ کی حدیث کو قابل عمل بنانے کے لئے فقہاء کا اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یہ جرأت تو منکرین حدیث نے بھی نہیں کی وہ تو بظاہر یہی کہتے ہیں کہ ہم وہی حدیث لیں گے کہ جو قرآن کے موافق ہو لیکن مفتی صاحب تو انکار حدیث میں ان سے بھی آگے نکل گئے کہ حدیث پر عمل کے لئے موافق قرآن نہیں بلکہ عمل فقہاء کے موافق ہونا ضروری ہے۔ لیکن ہماری دعوت یہ ہے کہ ہم نے کلمہ محمد رسول اللہ ﷺ کا پڑھا ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے مقابلے میں ساری دنیا کی بات کو ترک کیا جاسکتا ہے۔ آپ ﷺ کی بات کو کسی کے قول وعمل کی وجہ سے ترک نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح ایک جگہ مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''جبکہ مشائخ اول تو امام کے مقلد ہیں اور مجتہد کا قول مقلد کے لئے چھوڑنا قلب موضوع اور خروج عن المذھب کے مترادف ہے۔'' (2)

اسی طرح ایک جگہ لکھتے ہیں: ''امام صاحب کی پیروی ضروری ہے۔'' (3)

ان تمام عبارات سے واضح ہوا کہ دراصل یہاں حدیث پر طرح طرح کے طعن کرنے کا مقصد صرف تقلید کا دفاع ہے۔ اور اس دفاع کے لئے احادیث کے ساتھ خواہ جو بھی سلوک ہو اس کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔

---

(1) حسن المقال:36

(2) احسن المقال:37

(3) احسن المقال:65

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوال کے چھ روزے اور سلف صالحین

شبہ:

موصوف لکھتے ہیں: ''شوال کا پہلا دن یعنی عید کا دن چھوڑ کر متفرق مہینے کے کسی حصے میں بھی یہ روزے رکھنا گو متاخرین حنفیہ کے قول کے مطابق مباح اور سنت حسنہ مستحب ہو سکتے تھے مگر احادیث کے قرن اوّل میں متروک ہونے کی وجہ سے اور آئمہ کبار کے انکار اور اقوالِ مشائخ کے اضطراب کے نتیجہ میں اس کا ترک زیادہ بہتر اور باعث ثواب ہے۔''(1)

ازالہ:

اس عبارت میں موصوف نے دو دعوی کئے۔

۱۔ان احادیث کا قرنِ اوّل میں متروک ہونا۔

۲۔ائمہ کبار کا انکار۔

کیا قرنِ اوّل میں یہ روایات متروک تھیں؟

عرض یہ ہے کہ اگر قرنِ اوّل سے مفتی صاحب کی مراد صحابہ کرام ہیں، تو واضح رہے یہ ان کی طرف بہت بڑا انتساب اور بہتان ہے، اس لئے کہ کسی ایک صحابی سے بھی اس کا ترک ثابت نہیں۔ بلکہ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ثابت ہے، جس کے حوالے سے بحث گزر چکی۔ اور اگر بالفرض یہ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے بھی موقوفاً ثابت نہ ہوتا تو بھی کوئی حرج نہیں تھا، کیونکہ کسی صحابی کے سکوت کو ترک پر دلیل نہیں بنایا جا سکتا، جیسا کہ مشہور اور مسلمہ اصول ہے کہ عدم ذکر نفی کو مستلزم نہیں ہوتا۔

بلکہ یہ سکوت تو اس مسئلہ کے استحباب وفضیلت پر صحابہ کے اجماع سکوتی کو ثابت ہے، کیونکہ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت ثابت ہونے کے بعد کسی صحابی کا اس پر انکار نہ ہونا، دلیل ہے کہ وہ اسی مؤقف کے حامل تھے، جسے اصطلاحاً اجماع سکوتی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ البحر المحیط میں الزرکشی کی عبارت ہے:

---

(1) احسن المقال:66

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[ثم قد يكون القول من الجميع، ولا شك، وقد يكون من بعضهم وسكوت الباقين بعد انتشاره من غير أن يظهر معهم اعتراف أو رضا به، وهذا هو الإجماع السكوتي] ①

کبھی تو قول سب سے منقول ہوتا ہے، جس کے (اجماع ہونے) میں کوئی شک نہیں، اور کبھی کوئی قول بعض سے منقول ہوتا ہے، اور اس قول کے پھیل جانے کے بعد بغیر کسی اعتراف اور رضامندی کے باقی خاموش ہوتے ہیں۔ یہ اجماع سکوتی ہے۔

اس تعریف کو سامنے رکھ کر ہم مفتی صاحب سے پوچھتے ہیں اس تعریف کا ایک جزیہ ہے کہ بعض سے قول منقول ہو جائے، اور وہ ابوایوب سے منقول ہو گیا، اب اس تعریف کا دوسرا اجزء یہ ہے کہ کسی دوسرے کا اعتراف اور رضامندی منقول نہ ہو، جیسا کہ اس مذکورہ مسئلہ کا معاملہ ہے۔ اسے اجماع سکوتی کہا اور اس کی حجیت پر بحث کر رہے ہیں۔ اب مذکورہ مسئلہ میں دورِ صحابہ میں سے کسی صحابی کی نہ ہی نفی پیش کی جا سکتی ہے اور نہ ہی عمل ملتا ہے، لیکن احادیث مروی ہو جانے کے بعد ایک صحابی کا قول موجود ہونے کے بعد کیا ہم یہ گمان رکھ سکتے ہیں کہ صحابہ نے اسے نہ کیا ہوگا؟؟

آپ کے اصول کے مطابق تو یہ اجماع سکوتی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر بڑا عجب معاملہ ہے کہ کہیں سکوت سے اجماع سکوتی کو ثابت کیا جائے اور کہیں سکوت کا اس حد تک خیال تو کجا اسے اجماع سکوتی مانا جائے، کم از کم اس فقہی قاعدے کا بھی پاس نہیں کیا جاتا کہ عدم ذکر نفی کو مستلزم نہیں۔

بہر حال اس عبارت میں موصوف کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کہ یہ احادیث قرنِ اوّل میں متروک تھیں۔ یہ احادیث قطعاً قرن اوّل میں متروک نہیں تھیں۔ بلکہ موجود، متداول اور معمول بہا تھیں۔

امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے انکار پر مبنی اقوال سے ان روایات کی حیثیت اور صحابہ کے دور میں متروک ہونے کا استدلال صحیح نہیں، کیونکہ ان دو ائمہ سے کسی مسئلہ کا اثبات یا نفی

---

① البحر المحيط: 494/4، حجية الاجماع السكوتي

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بات کو مستلزم نہیں، کہ وہی موقف صحابہ کا ہو۔ اور پھر امام ابوحنیفہ سے اس کا انکار بسند صحیح ثابت نہیں اور پھر مزید یہ کہ مشائخ حنفیہ میں سے بھی جمہور کا موقف اس باب میں عام سلف صالحین کے ہی مواقف ہے۔ اور یہی معاملہ جمہور مالکیہ کا ہے۔ اب امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا ایک ایسا موقف جو احادیث اور جمہور محدثین کے نہ کہ صرف خلاف ہے بلکہ ان موقفات کو خود حنفیہ اور مالکیہ نے قبول نہیں کیا، جن اقوال کی پوزیشن یہ ہو کہ خود مالکیہ اور حنفیہ ہی قبول نہ کریں ان اقوال کی بناء پر یہ دعویٰ کرنا سراسر غلط ہے کہ متقدمین یا قرنِ اوّل میں یہ احادیث متروک تھیں۔

شوال کے چھ روزے اور ائمہ کبار کا انکار:

لہٰذا مفتی صاحب نے ''ائمہ کبار کا انکار'' کا لفظ استعمال کیا ہے، اب آیئے ائمہ کبار و سلف صالحین میں یہ مسئلہ کتنا معروف، متداول تھا، ملاحظہ فرمائیں۔

تابعین میں سے:

امام ابن قدامۃ رحمہ اللہ:

''وجملة ذلك ان صوم ستة ايام من شوال مستحب عند كثير من اهل العلم روي ذلك عن كعب الاحبار والشعبي وميمون بن مهران وبه قال الشافعي۔''(1)

یعنی: ''اکثر اہل علم کے نزدیک شوال کے چھ روزے مستحب ہیں اور یہی موقف کعب احبار رحمہ اللہ، شعبی رحمہ اللہ، میمون بن مہران رحمہ اللہ اور یہی موقف امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے۔''

تابعین میں سے مشہور و معروف امام شیخ اہل البصرۃ حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لقد رضی اللہ عز وجل بھذا الشھر للسنة كلها''(2)

یعنی: اللہ تعالیٰ اس مہینے (شوال کے چھ روزوں کا ثواب) سال کے برابر ہونے میں راضی ہو گیا ہے۔

(1) المغنی لابن قدامۃ: 112/3

(2) جامع ترمذی مع التحفۃ: 182/3، مصنف ابن ابی شیبۃ: 6/322

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تابعین جو کہ صحابہ میں سے ایک بڑی تعداد کے شاگرد رہے، ان کے علاوہ بعد کے محدثین میں سے بھی ائمہ کبار کا یہی مؤقف ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (118۔181ھ) کا قول جامع ترمذی میں موجود ہے۔

"هو حسن هو مثل صيام ثلاثة أيام من كل شهر"[1]

یعنی: ان روزوں کا رکھنا اچھا عمل ہے اور ایام بیض کے روزوں کی طرح ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ اس موضوع پر حدیث غنام رضی اللہ عنہ روایت تاریخ کبیر میں لائے ہیں۔

اس حوالے سے امام مسلم رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حدیث (حدیث ابی ایوب) لائے۔ کما مرّ

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں باب قائم کیا۔ "باب في صوم ستة من شوال"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع السنن میں باب قائم کیا۔

"باب ما جاء في صيام ستة أيام من شوال"

امام نسائی رحمہ اللہ نے السنن الکبری میں باب قائم کیا: "صيام ستة أيام من شوال"

امام ابن ماجۃ رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں باب قائم کیا۔ "باب صيام ستة أيام من شوال"

امام دارمی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں باب قائم کیا: "باب في صيام الستة من شوال"

امام احمد رحمہ اللہ (المتوفی 241) اپنی مسند میں اس موضوع پر احادیث لائے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں باب قائم کیا: "باب صوم الستة التي بعد رمضان"

تنبیہ:

اس باب کے آخر میں امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے معمر رحمہ اللہ کا اور خود اپنا ایک فتوی ذکر کیا ہے۔ یہ فتوی شوال کے چھ روزوں کی مطلق کراہت کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ عید سے متصل

---

[1] جامع ترمذی مع التحفۃ: 182/3

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائی دنوں میں ان روزوں کی کراہت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔① یہ الگ بات ہے اپنی جگہ یہ موقف بھی محل نظر ہے۔

امام ابن ابی شیبۃ رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں باب قائم کیا۔ "ما قالوا في صيام ستة أيام من شوال بعد رمضان"

امام ابوداوٗد طیالسی رحمہ اللہ اپنی مسند میں اس موضوع سے متعلق احادیث لائے۔

امام ابویعلی الموصلی رحمہ اللہ اپنی مسند میں اس موضوع سے متعلق احادیث لائے۔

امام حمیدی رحمہ اللہ اپنی مسند میں اس موضوع سے متعلق احادیث لائے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے شرح السنۃ میں باب قائم کیا۔ "باب صوم ست من شوال"

امام ابوعوانۃ رحمہ اللہ نے اپنی مستخرج میں باب قائم کیا۔ "باب بيان ثواب من صام رمضان، و فضيلة صومه إذا أتبع بصوم ستة أيام من شوال"

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب قائم کیا۔ "ذكر كتابة الله صيام الدهر لمعقب رمضان بست من شوال"

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باب قائم کیا۔ "باب فضل إتباع صيام رمضان بصيام ستة أيام من شوال، فيكون كصيام السنة كلها"

ابونعیم رحمہ اللہ نے المسند المستخرج علی صحیح مسلم میں باب قائم کیا۔ "باب في صيام الأيام الستة من شوال"

امام نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم پر باب قائم کیا۔ "باب استحباب صوم ستة أيام من شوال إتباعا لرمضان" اسی طرح ریاض الصالحین میں باب قائم کیا: "باب استحباب صوم ستة ايام من شوال"

امام بیہقی رحمہ اللہ کی چھ کتابوں میں شوال کے چھ روزوں کی فضیلت واستحباب کو بیان کیا

---

① مصنف عبدالرزاق: 316/4

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے۔ السنن الکبری میں باب قائم کیا: "باب في فضل صوم ستة أيام من شوال" اور السنن الصغیر میں باب قائم کیا: "باب صوم ستة أيام من شوال" اسی طرح معرفة السنن والآثار میں باب قائم کیا: "صوم ستة أيام من شوال" فضائل الاوقات میں باب قائم کیا: "باب فضل صوم شوال" اور شعب الایمان میں باب قائم کیا: "صوم ستة أيام من شوال" اور خلافیات میں بھی اس کے استحباب کو بیان کیا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بھی اس کے استحباب کو بیان کیا۔(1)

امام سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث (حدیث ابی ایوب رضی اللہ عنہ) شوال کے چھ روزوں کے بارے میں واضح ہے۔ حنفیہ میں سے اکثر متاخرین نے اسے لیا ہے۔"(2)

امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فيه دليل على استحباب صوم ستة ايام من شوال"(3)

یعنی: "اس حدیث (حدیث ابی ایوب) میں شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے کی دلیل موجود ہے۔"

پھر مزید ابن السبکی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ثم قال ابن السبكي وقد اعتنى شيخنا ابو محمد الدمياطي بجمع طرقه فاسنده عن بضعة وعشرين رجلا رووه عن سعد بن سعيد واكثرهم حفاظ ثقات منهم السفيانان"(4)

یعنی: امام ابن السبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو محمد الدمیاطی نے اس کے تمام طرق جمع کرنے کی کوشش کی ہے انہوں نے بیس سے زائد کو ذکر کیا جنھوں نے سعد بن سعید

(1) دیکھئے: اکمال المعلم للفوائد المسلم للقاضی عیاض
(2) شرح سنن ابن ماجة: 679/1
(3) سبل السلام: 2/340
(4) سبل السلام: 2/341

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے روایت کی ہے اور ان میں سے اکثر حفاظ، ثقات ہیں، ان میں سفیان بن عیینہ اور سفیان الثوری بھی ہیں۔

امام شوکانی رحمہ اللہ:

"استدل باحادیث الباب علی استحباب صوم ستة ایام من شوال وإلیه ذهب الشافعي واحمد وداود وغیرهم۔"①

یعنی: "اس باب میں موجود احادیث سے شوال کے چھ روزوں کے مستحب ہونے کا استدلال کیا گیا ہے۔ اور یہی مؤقف امام شافعی، امام احمد اور داود رحمہم اللہ وغیرہ کا ہے۔"

یہی مؤقف عام متاخرین حنفیہ کا ہے۔② اور متاخرین حنفیہ کے بارے میں خود مفتی صاحب کو بھی یہ مسلم ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں: "انہیں مستحب سمجھنا متاخرین حنفیہ یا دوسرے مذاہب کے لوگوں کا خیال ہے۔"③

---

① نیل الاوطار: 602/4

② فتاوی عالمگیری: 201/1

③ احسن المقال: 65

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فضائل میں ضعیف احادیث اور شوال کے روزے

موصوف نے صحیح روایات کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے: موصوف کا انہیں ضعیف ثابت کر لینے کے بعد بھی چارہ نہیں بنتا اس لئے کہ ان کے یہاں تو فضائل میں ضعیف روایت قابل قبول ہوتی ہے۔ آئیے ملاحظہ کیجئے:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ایک قول امام ابن حزم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔

"الخبر المرسل و الضعیف عن رسول اللہ اولیٰ من القیاس' و لا یحل القیاس مع وجودہ"۔①

یعنی: مرسل اور ضعیف حدیث قیاس سے اولیٰ ہے۔ اور اس ضعیف روایت کی موجودگی میں قیاس جائز نہیں۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ ہی نے المحلی میں ایک مقام پر ایک مسئلہ کے حوالے سے حنفیہ کے بارے میں تعجب کرتے ہوئے فرمایا:

[والعجب من الحنفیین الآخذین بكل ضعيف، ومرسل، كالوضوء من القهقهة في الصلاة، والوضوء بالنبيذ، وغير ذلك ثم يخالفون هذا المرسل وهذا الضعيف]②

یعنی: حنفیہ پر تعجب ہے کہ جو ہر ضعیف و مرسل روایت کو قبول کرتے ہیں، مثلاً نماز میں قہقہہ سے وضوء ٹوٹنے والی حدیث، نبیذ سے وضوء سے متعلق حدیث، اور دیگر پھر اس مرسل اور ضعیف روایت کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "الاستحباب یثبت بالضعیف غیر

① الاحکام فی اصول الاحکام، الباب الثامن و الثلاثون فی ابطال القیاس فی احکام الدین، 3/1200، طبع دار الحدیث القاہرۃ

② المحلی: کتاب البیوع: 1476، 8/467، طبع دار الفکر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الموضوع" ضعیف حدیث جو موضوع کی حد تک پہنچی ہوئی نہ ہو، اس سے استحباب ثابت ہوتا ہے۔ ①

ضعیف حدیث جو کہ موضوع نہ ہو، سے استحباب ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال جیسے حنفیہ نے سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ضعیف روایت کی بنیاد پر صلوۃ الاوابین کو مستحب قرار دیا۔

ایک طرف تو فضائل میں ضعیف روایت قابل قبول!! لیکن دوسری طرف صحیح روایت بھی اگر قول امام کے خلاف ہو تو اس حدیث کو ضعیف ثابت کرنے کے درپے ہو جایا جاتا ہے اور چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور ایسا کرتے وقت کیوں بھلا دیا جاتا ہے کہ ضعیف ثابت کرنے کے بعد یہ آپ کے یہاں حجت ہی رہے گی۔ کیونکہ اس کا تعلق فضائل سے ہے۔

ایک طرف صحیح مسلم کی روایت اور دوسری طرف اپنی فقہ کی اندھی تقلید۔ تقلید کے جمود میں حنفیہ نے کیا کیا کارنامے کئے یہ بڑی طویل داستان ہے کہ صرف حق تقلید نبھانے کے لئے قرآن واحادیث کے ساتھ کیا کیا سلوک نہ کیا گیا؟؟ ہم مفتی صاحب سے بھی یہی کہتے ہیں آپ نے تقلید سے وفا کرنی ہے، بھلے کریں!! لیکن تقلید سے وفا نبھانے کے لئے احادیث کے خلاف ہرزہ سرائی نہ کریں۔

اور پھر مفتی صاحب نے تو تقلیدِ امام کے ساتھ ایسی وفا نبھائی کہ موصوف کے اپنے حنفیہ کی بڑی تعداد اس مؤقف میں ان کے مقابل کھڑی ہے۔

① فتح القدیر، باب النوافل: 139/2

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصلِ ثالث:

ماہ شوال کے روزوں سے متعلق فقہی مسائل

مسئلہ: رمضان کے روزوں کی قضاء سے پہلے شوال کے چھ روزے:

اگر کسی شخص یا عورت کے ذمے رمضان کے روزوں میں سے کچھ باقی ہوں تو وہ کیا رمضان کے روزے مکمل کرے یا شوال کے چھ روزے رکھے؟۔

اس بارے میں بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء پہلے دی جائے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے جائیں۔لیکن اس بارے میں راجح مؤقف یہی ہے کہ بہتر تو یہی ہے کہ پہلے رمضان کے روزوں کی قضاء دی جائے کیونکہ یہ فرض ہیں،البتہ دلائل کی بنیاد پر یہ گنجائش موجود ہے کہ رمضان کی قضاء سے پہلے شوال کے روزے رکھے جاسکتے ہیں،اس لئے کہ قرآن مجید میں رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں

{فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ} [1]

"یعنی دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرلو۔" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔جوکہ پورے سال کو شامل ہیں کہ پورے سال میں اگلے رمضان سے پہلے پہلے روزوں کی قضاء دی جاسکتی ہے۔ لیکن ماہ شوال کے روزے صرف ماہ شوال تک ہی خاص ہیں۔

لہٰذا رمضان کے روزوں کی قضاء سے پہلے ماہ شوال کے روزے رکھے جاسکتے ہیں،البتہ مستحسن یہی ہے کہ ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء پہلے دی جائے۔

---

[1] البقرة:184

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: شوال اور کفارے کے روزے:

اس باب میں بھی رمضان کے روزوں کی طرح گنجائش موجود ہے کہ کفارے کے روزوں کو بعد میں رکھا جا سکتا ہے اور شوال کے روزوں کو پہلے۔

مسئلہ: شوال کے چھ روزے متفرق رکھیں یا متتابع:

شوال کے چھ روزے پے در پے بغیر کسی ناغے کے رکھے جائیں یا اس میں تفریق جائز ہے۔ اس بارے میں چونکہ حدیث میں کوئی ایسی قید موجود نہیں کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ پے در پے بغیر کسی ناغے کے رکھے جائیں۔ لہٰذا ان روزوں کو کسی بھی ترتیب کے ساتھ رکھا جا سکتا ہے۔ البتہ انہیں جلدی رکھ لینا افضل ہے۔ اس لئے کہ نیکی کے کاموں میں مسابقت مطلوب ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

{سَابِقُوٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ} ①

یعنی: تم اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکل جاؤ جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے۔

اسی طرح {البقرۃ:148، المائدۃ:48} میں یہ مضمون بیان ہے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ

{قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝} ②

یعنی: موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: ''وہ لوگ بھی میرے پیچھے آ ہی رہے ہیں اور میں نے تیرے حضور آنے میں اس لئے جلدی کی تا کہ تو مجھ سے خوش ہو جائے''

خلاصہ یہ ہے کہ ان ادلہ کی بناء پر روزے کے رکھنے میں جلدی، مستحسن ہے، اور جلدی کے مفہوم میں دونوں چیزیں آ جاتی ہیں، یعنی عید کے بعد ماہ شوال کے ابتدائی دنوں میں ہی رکھنا اور

① الحدید:21

② طٰہٰ:84

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پے درپے رکھنا۔ تاہم پورے ماہ شوال تک اور کسی بھی ترتیب کے ساتھ روزے رکھنے میں توسع موجود ہے۔

مسئلہ: شوال کے چھ روزوں کی قضاء:

اگر کوئی شخص کسی وجہ سے ماہ شوال میں یہ چھ روزے نہ رکھ سکا یا کچھ رکھ لئے لیکن مکمل نہ کر سکا تو کیا ایسا شخص ان روزوں کی قضاء کے طور پر دوسرے مہینے میں رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک عورت ماہ رمضان میں مثلاً دس رمضان کو نفاس والی ہوگئی اور چالیس دن نفاس میں رہنے کے بعد پاک ہوئی اور اب رمضان کے روزوں کی قضاء دینا شروع کی تو ماہ ذی القعدہ آگیا۔ اور ماہ شوال کے چھ روزے نہ رکھ پائی؟

ماہ شوال کے ان روزوں کی قضاء نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر اس کی قضا کو عام رکھا جائے تو حدیث میں بالاختصاص شوال کے ذکر کا کوئی معنی نہیں رہتا۔ لہذا اگر کوئی یہ روزے نیت کے باوجود کسی عذر کی وجہ سے نہ رکھ سکا یا چند رکھے لیکن مکمل نہیں کر سکا تو اب بقیہ کی قضاء نہیں دے گا البتہ امید رکھی جاسکتی ہے کہ اسے اس کی نیت کے بقدر اجر مل جائے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "انما الاعمال بالنیات" یعنی: تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہے۔ ①

مسئلہ: شوال کے چھ روزوں سے صیام الدھر کے استحباب پر استدلال:

بعض لوگوں نے اس حدیث سے استحباب صیام الدھر کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ ②

جواب: امام صنعانی رحمہ اللہ صوم الدھر کے حوالے سے اختلاف نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس تشبیہ کا معنی یہ ہے کہ جس طرح پانچ نمازیں پچاس سے کفایت کر جاتی ہیں، اسی طرح یہ

---

① صحیح بخاری: 1، کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ، صحیح مسلم: 1907، کتاب الامارۃ باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم إنما الأعمال بالنیة وأنه يدخل فيه الغزو وغيره من الأعمال

② دیکھئے: سبل السلام: 2/341

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایام بیض یا شوال کے روزے سال بھر کے روزوں سے کفایت کر جاتے ہیں لہٰذا جس طرح اب کوئی پچاس نمازیں پڑھے اسے ثواب نہیں بلکہ گناہ ہی ملے گا۔ اسی طرح جو ہمیشہ کے روزے رکھے وہ بھی ثواب کا مستحق نہیں۔ (جیسا کہ صیام الدھر سے متعلق نہی والی احادیث میں صراحت موجود ہے۔)①

صیام الدھر کی کراہیت سے شوال کے روزوں کی کراہیت پر استدلال:

جس طرح بعض نے صیام الدھر کے استحباب پر استدلال کیا جو کہ غلط تھا اسی طرح بعض نے اس کے بالکل برعکس صیام الدھر کے روزوں کے مکروہ ہونے سے شوال کے چھ روزے مکروہ ہونے کا استدلال کیا گیا۔②

جواب: یہ استدلال کرنا بھی بالکل غلط ہے۔ اس لئے کہ صریح روایت میں صیام الابد کے روزوں سے روکا گیا ہے۔ جب کہ یہاں صیام الابد کے روزے رکھنے کا نہیں اس کے اجر کا ذکر ہے اور مزید یہ کہ بعض روایات میں اس کی بھی وضاحت ہے کہ وہ کس طرح سال بھر کے روزے بنتے ہیں یعنی رمضان کا ثواب دس مہینوں کے برابر اور شوال کے چھ روزوں کا ثواب دو مہینوں کے برابر اس طرح پورے سال کے روزوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔

امام سندھی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ممکن ہے کہ جو ان روزوں کو مکروہ سمجھتا ہو وہ حدیث کی یہ تاویل کرے کہ یہ مکروہ ہونے میں ہمیشہ کے روزوں کی طرح ہے۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس کا روزہ نہیں۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمیشہ کے روزے مکروہ ہیں۔ لیکن یہ تاویل مردود ہے۔ کیونکہ اس سے مراد حقیقت میں مستقل روزے رکھنا مقصود ہے اس لئے کہ حدیث میں ہر مہینے کے تین روزے (ایام بیض) اور اس جیسے دیگر روزوں کے بارے میں ہے کہ ان کا اجر سال کے روزوں کے برابر ہے۔ ظاہراً ہمیشہ کے روزے رکھنا مکروہ

① سبل السلام: 341/2
② دیکھئے احسن المقال: 28

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اور جو پورے زمانے کے روزے نہیں اور ان کے بارے میں یہ وارد ہوا ہے کہ یہ زمانے کے روزے (کی طرح ہیں) تو یہ محبوب ہیں۔"①

مسئلہ: شوال کے روزے اور کفارہ قسم کے روزوں کا جمع کرنا:

ایک شخص شوال کے چھ روزے بھی رکھنا چاہتا ہے اور اس پر قسم کے کفارہ کے تین روزے بھی ہیں اب کیا ایک روزے میں یہ دونوں نیتوں کا جمع ہونا صحیح ہے۔

جواب: ایسا کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ یہ دونوں مستقل عبادات ہیں اور دونوں کو مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ ہی ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ: رمضان کے روزوں کی قضاء اور شوال کے چھ روزوں کا جمع ہونا:

اگر ایک شخص پر رمضان کے روزوں کی قضاء ہے اور وہ شوال کے چھ روزوں میں ہی ان کی قضاء بھی ادا کرے تو کیا ایسا جائز ہے؟

اگرچہ بعض اہل علم اس باب میں رخصت دیتے ہیں② لیکن احوط یہ ہے کہ ایسا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

مسئلہ: پیر اور جمعرات اور شوال کے چھ روزوں کا جمع کرنا:

اگر ایک شخص پیر اور جمعرات کے روزے کی ترتیب کے اعتبار سے شوال کے چھ روزوں کی نیت بھی کر لیتا ہے؟ کیا اسے دونوں اجر ملیں گے۔

ایسی صورت میں اجر کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ یہاں پیر اور جمعرات کے لحاظ سے ترتیب بنانا اس شخص کے دونوں اجروں کو پانے کی نیت سے ہے جو کہ استباق فی الخیرات ہے اور یہ مطلوب ہے۔ اس لئے امید رکھی جا سکتی ہے کہ اسے دونوں کا اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ

---

① شروح سنن ابن ماجة: 679/1

② مقالات وفتاوی: 396/15

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مسئلہ: ایام بیض اور شوال کے چھ روزوں کا جمع کرنا:

چونکہ یہ فضیلت میں جمع ہیں اس لئے یہ جمع کئے جاسکتے ہیں۔

مسئلہ: وقت اذان کا خیال

احناف حضرات رمضان میں تو اذان بروقت دیتے ہیں، لیکن عام دنوں میں اپنے مؤقف کے مطابق احتیاطی طور پر اذان دیر سے دیتے ہیں۔ بعض اہل حدیث ان کی اذان کے مطابق سحری ختم کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ ایسا کرنا غلط ہوگا اور یہ روزہ بھی نہیں ہوگا لہٰذا اس معاملے میں احتیاط ضروری ہے اور سلفی مساجد کی اذان کے مطابق ہی روزہ رکھا جائے۔ اگر سلفی مسجد کی اذان سنائی نہ دے تو ان کی اذان کا وقت معلوم کرکے اسی وقت کے مطابق روزہ رکھا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فصلِ رابع:

شوال کے روزوں سے متعلق ضعیف روایات

شوال کے روزوں کے بارے میں کچھ ضعیف روایات بھی ہیں، جن میں سے چند ایک کی ذیل میں نشاندہی کی جاتی ہے۔

(1) عن ابن عمر قال قال رسول الله من صام رمضان واتبعه ستا من شوال خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه۔ ①

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے، وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہے۔

یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ اس کی سند میں مسلمہ بن علی الخشنی ضعیف ہے۔ نیز صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ اس لئے منکر ہے۔

(2) عن عكرمة بن خالد عريف من عرفاء قريش حدثني ابي انه سمع من في رسول الله قال من صام شهر رمضان وستا من شوال والاربعاء والخميس دخل الجنة ②

ترجمہ: قریش کے سرداروں میں سے ایک سردار کہتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: جس نے ماہ رمضان کے روزے

① المعجم الاوسط: 8622
② مسند احمد: 3/78

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے اور پھر شوال کے چھ روزے رکھے، اور بدھ اور جمعرات کے روزے رکھے، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اس کی سند میں عریف (سردار) مجہول ہے، اس لئے روایت سنداً ضعیف ہے۔

(3) عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صام ستة أيام بعد الفطر متتابعة فكأنما صام السنة[1]

ترجمہ: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عید الفطر کے بعد پے درپے چھ روزے رکھے گویا کہ اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

یہ روایت منکر ہے، جیسا کہ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک دو وجہوں سے یہ روایت منکر ہے۔ (1) سعید بن الصلت کو میں نہیں جانتا۔ (2) سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی مسند بزار وغیرہ میں دو سندوں سے روایت میں "متتابعة" کے الفاظ نہیں ہیں۔ نیز حدیث ابی ایوب رضی اللہ عنہ وغیرہ میں بھی نہیں ہیں۔"

ان تین روایات کی طرف نشاندہی کر کے ہم اپنے موضوع کو سمیٹتے ہیں۔ آخر میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی ہماری اس حقیری کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (آمین)

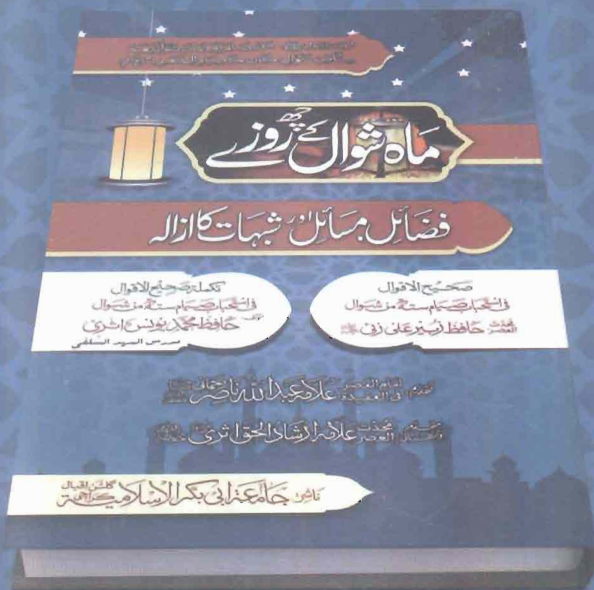
www.KitaboSunnat.com

[1] المعجم الاوسط: 7607

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ


ماہ شوال کے چھ روزے
فضائل، مسائل اور شبہات کا ازالہ
صحیح الاقوال
فی استحباب صیام ستۃ من شوال
حافظ زبیر علی زئی
تکملۃ صحیح الاقوال
فی استحباب صیام ستۃ من شوال
حافظ محمد یونس اثری
علامہ عبداللہ ناصر رحمانی
علامہ ارشاد الحق اثری
ناشر جامعۃ ابی بکر الاسلامیۃ کراچی